© rasailojaraid.com

جمع وتدوینِ قرآن اورنسخ قرآن وقراءات

حافظ محمد عبدالقیوم*

آیاتِ قرآنیہ اور قراءات یاسبعہ احرف کی منسوخیت کی بحث کو تین ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

الف۔عہد نبوی ب۔عہد صدیقی ج۔عہد عثمانی

اس لحاظ سے عام طور پر تینوں ادوار میں نسخِ قرآن سے بحث کی جاتی ہے مگر تینوں ادوار میں اس کی نوعیت مختلف رہی ہے، جس پر ذیل میں تفصیلی بحث کی جاتی ہے۔

عہد نبوی میں منسوخ شدہ حصہ قرآن:

اسلام کے ابتدائی ایام میں لوگوں کو کسی بھی ملکی قوانین کی طرح اس کی تمام اصولی وفروعی تعلیمات سے دفعتاً ہی متعارف نہیں کروایا دیا گیا، بلکہ مخاطبین کا ماحول، معاشرتی تقاضے، طبایع ومزاج اور معاشرتی نفسیات کوملحوظ خاطر رکھ کر ان کے قلوب میں جاگزین کروائی جاتی ہیں۔

جس طرح کسی بھی طفلِ مکتب کو ابتدا ہی میں آخری درجہ میں داخلہ نہیں دیا جاتا بلکہ وہ تدریجی مراحل سے گزر کر آخری درجہ میں پہنچتا ہے۔ چنانچہ یہ طریقہ کار جہاں سماجی زندگی کے لیے ضروری اور فطری قرار پاتا ہے وہاں دینی لحاظ سے بھی انسانی طبائع کو تعلیمات الٰہیہ کے مطابق ڈھالنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

معاشرتی نفسیات اور انسانی طبایع ومزاج کے تقاضوں کو جن اصولوں کے ذریعے سے قائم ودائم رکھا جاتا ہے ان میں تدریج، قلت تکلیف، عدم حرج کے علاوہ ایک نسخ بھی ہے، اور نسخ ہی کو ان میں بنیادی اور مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

عہد نبوی میں قرآن کریم سے متعلق تین قسم کے ''نسخ'' کے وقوع کا ذکر ملتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ عہد نبوی میں قرآن کریم تھوڑا تھوڑا یعنی نجماً نجماً نازل ہوا ﴿كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا﴾ (۱)، اور دوسری بات بھی امر واقعہ ہے کہ قرآن میں نسخ کا وقوع وقتاً فوقتاً بذریعۂ وحی الٰہی ہوتا رہا ہے، جس کا لازمی نتیجہ یہ ٹھہرتا ہے کہ امکانِ نسخ کی وجہ سے تکمیلِ نزولِ قرآن کا معاملہ وفاتِ نبوی سے منسلک ہوکر رہ گیا تھا۔ اس لیے عہد نبوی میں قرآن کریم اپنی موجودہ ترتیب و تدوین کے ساتھ قلوب اور صدور میں محفوظ تو ہوسکتا ہے مگر تحریری صورت میں موجودہ مصحف کی شکل میں ہونا بعید از امکان بات ہے۔ اس طرح عہد نبوی میں وحی قرآن کے لحاظ سے تین قسم کے نسخ کے امکان کا اظہار کیا گیا ہے، اور ان تینوں اقسام میں قرآن کے بعض حصوں میں نسخ واقع ہوا ہے۔

---

*اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس طرح کتب احادیث میں روایات کا ایک کثیر حصہ ایسا موجود ہے جن میں منسوخ شدہ قرآن کریم کی آیات لفظاً یا معناً روایات کی گئی ہیں یا عہد نبوی کے قرآن یا اس کی سورتوں کے حجم کے متعلق کلام کیا گیا ہے جیسا کہ ان کا ذکر آگے آرہا ہے۔ اگر ان روایات کو نسخ و بدل اور نزول میں تدریج کے اصول کے پس منظر میں نہ دیکھا جائے تو شاید بادی النظر میں یہ روایات براہ راست قرآن کریم اور اسلام کے عمومی مزاج سے متصادم ٹھہرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے بعض محققین نے ان روایات کو مذکورہ اصولوں کے تحت نہیں بلکہ فرداً فرداً لے کر اس پر کلام کرنے کی کوشش کی، اور اس کو مردود و موضوع ٹھہرانے میں جہاں سعی لا حاصل سے کام لیا، وہاں اس معاملہ میں تحقیق میں غلو اور تکلف سے اجتناب نہیں کیا۔

الف۔ نسخ التلاوۃ والحکم:

عہدِ نبوی میں قرآن مجید کا ایک حصہ تو ایسا تھا جس کا نزول تو بحیثیت قرآن ہوا، اور ایک مدت معینہ تک معاشرتی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے اس کا حکم باقی بھی رہا۔ مگر بعد میں جب اس کی معاشرتی ضرورت نہ رہی تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے منسوخ ہو گیا۔ (اس کی مثالیں آگے آرہی ہیں)

ب۔ نسخ الحکم دون التلاوۃ:

قرآن مجید کا ایک حصہ ایسا بھی ہے جس کا حکم تو منسوخ ہو گیا مگر وہ آیات اب بھی قرآن مجید کا حصہ ہیں اور ان کی تلاوت کی جاتی ہے۔ تدریج کے اصول کا تعلق اسی قسم سے ہے۔ چنانچہ شراب کے متعلق جو تدریجی احکام تھے وہ منسوخ ہو گئے مگر وہ آیات اب بھی قرآن میں باقی ہیں۔ مثلاً:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنْتُمْ سُکٰرٰی﴾ (۲)

”اے ایمان والو! جب تم نشہ کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ ہو۔“

ابتداً اگرچہ نماز کے علاوہ شراب پینے کی حرمت نہیں تھی مگر بعد میں دوسری آیت میں حرمت شراب کا مطلقاً حکم آ گیا کہ اب شراب صرف نماز ہی کے وقت نہیں بلکہ کسی بھی وقت اس کا پینا حرام ہے:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (۳).

ج۔ نسخ التلاوۃ دون الحکم:

نسخ کے اصول کی تیسری قسم کے مطابق قرآن مجید کی بعض آیات کریمہ ایسی تھیں جو ایک وقتِ معینہ تک قرآن مجید کا حصہ تو رہیں مگر بعد میں عہدِ نبوی ہی میں ان کی تلاوت تو منسوخ ہو گئی یعنی وہ آیات قرآن مجید کا حصہ نہیں رہیں لیکن ان کا حکم باقی رہا، جس طرح حسبِ ذیل آیت تھی:

© rasailojaraid.com
This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

"الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجموهما البتة نکالا من الله، والله عزیز حکیم."(۴)

"(حتی کہ شادی شدہ) بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت بھی زنا کریں تو ان دونوں کو پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انتقام ہے۔ اور اللہ غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔"

جس کو آج ہم دعائے قنوت کے نام سے جانتے ہیں اور اس کو حفظ کرتے ہیں اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بھی حصہِ قرآن تھا۔ مگر بعد میں منسوخ ہو گیا۔ ابو عبید قاسم بن سلام (م۔۱۲۴ھ/۷۴۲ء) نقل کرتے ہیں:

"عن میمون بن مهران قال: قرأت فی مصحف أبی بن کعب (اللهم نستعینک ونستغفرک.... الی قوله: بالکافرین ملحق)."(۵)

اسی طرح حضرت زیدؓ بن ارقم فرماتے ہیں کہ ہم عہدِ نبوی میں یہ آیت پڑھا کرتے تھے:

"عن زید بن أرقم قال: کنا نقرأ علی عهد رسول الله ﷺ (لوکان لابن آدم وادیان من ذهب وفضةٍ لابتغی الثالث، ولا یملأ بطن ابن آدم الاّ التراب. ویتوب الله علی من تاب)."(۶)

سورۃ احزاب کے متعلق روایات میں آتا ہے کہ وہ سورۃ البقرہ کے برابر تھی جس کی دو سو آیات تھیں مگر اب وہ کم ہو کر تہتر رہ گئی ہیں، باقی منسوخ ہو گئیں:

"عن عروة بن الزبیر عن عائشة قالت: کانت سورة الأحزاب تقرأ فی زمان النبی ﷺ مئتی آیة." (۷)

عہدِ نبوی میں قرآن مجید موجودہ قرآنی نسخوں سے حجم کے لحاظ سے زیادہ تھا۔ شاید اسی لیے حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ میرے پاس سارا قرآن مجید ہے۔ وہ کیا جانے کہ مجموعی طور پر قرآن مجید کتنا تھا؟ بلکہ وہ تو قرآن مجید کے ایک کثیر حصہ سے ناواقف ہے جو عہدِ نبوی میں منسوخ ہو گیا تھا۔ بلکہ اس کو یوں کہنا چاہیے کہ میرے پاس اتنا قرآن مجید ہے جتنا اب ظاہر ہے:

"عن ابن عمر قال: لا یقولن أحدکم قد أخذت القرآن کُله! وما یدریه ما کُله؟ قد ذهب منه قرآن کثیر، ولکن لیقل: قد أخذت منه ما ظهر منه."(۸)

چونکہ عہدِ نبوی میں نسخ کی درج بالا اقسام کے وقوع پذیر ہونے کا قوی امکان موجود تھا، اس لیے اس خدشہ کے پیشِ نظر عہدِ نبوی میں قرآن مجید باقاعدہ دو گتوں کے درمیان مدوّن نہیں ہوا۔ وفاتِ نبوی کے بعد جب یہ احتمال جاتا رہا تو اب اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ قرآن مجید باقاعدہ مدوّن کیا جائے۔

اگر قرآن کریم کو نسخ و بدل کی خصوصیت کے ساتھ مدون کیا جاتا تو اس بات کا قوی امکان تھا کہ قرآن کریم آج موجودہ قرآن سے بھی ضخیم ہوتا، اس کے ساتھ ساتھ دین میں اختلاف اور اختلاط کا بھی پیدا ہو جانا یقینی تھا۔ جیسا کہ علامہ ابو

© rasailojaraid.com
This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

سلیمان حمد بن محمد خطابی (م ۔۳۸۸ھ/۹۹۸ء) ان خدشات کا اظہار اس طرح فرماتے ہیں:

"فلو کان قد جمع بین الدفتین کله ،وسارت به الرکبان وتناقلته الأیدی فی البقاع والبلدان، ثم قد نسخ بعضه ورفعت تلاوته لأدی ذلک الی اختلاف أمر الدین ووجود الزیادة والنقصان فیه وأوشک أن تنتقض به الدعوة وتتفرق فیه الکلمة وأن یجدالملحدون السبیل الی الطعن علیه والتشکیک فیه."(۹)

ایسے ہی خدشات کا اظہار علامہ حسین بن مسعود بغوی (م ۔۵۱۶ھ/۱۱۲۲ء) ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"فثبت أن القرآن کان علیٰ هذا التالیفِ والجمعِ فی زمان النبی ﷺ ویُشْبهُ أن یکون النبی ﷺ انما ترک جمعه فی مصحف واحد،لأن النسخ کان یَرِدُ علی بعضه،ویُرفعُ الشیٔ بعد الشیٔ من تلاوته،کما یُنسخ بعض أحکامه،فلو جمعه، ثم رُفعت تلاوةُ بعضه أدی ذلک الی الاختلاف،واختلاط أمر الدین، فحفظه اللّٰه فی القلوب الیٰ انقضاء زمانِ النسخ، ثم وفَّقَ لجمعه الخلفاء الراشدین."(۱۰)

یہ بات معاشرہ کا فطری تقاضا بن کر سامنے آتی ہے کہ ایسے معاشرہ میں جہاں وحی الٰہی کو تحریر میں لانے کا باقاعدہ اہتمام کیا جارہا ہو، وہاں منسوخ شدہ حصہ قرآن بھی تحریری صورت میں صحابہ کرام کے ذاتی مصاحف میں موجود ہو، یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ جو اپنے ذاتی مصاحف قلم بند کر رہے تھے، ان میں بھی یہ منسوخ شدہ حصہ قرآن موجود تھا۔ جیسا کہ مصحفِ حضرت اُبَی بن کعبؓ اور دیگر صحابہ کے مصاحف کے بارے میں مشہور ہے کہ ان میں منسوخ شدہ آیات وسورتیں موجود تھیں جیسا کہ سورۃ حفد وغیرہ۔ اب ظاہر ہے کہ جو لوگ آخری وقت تک مدینہ منورہ میں رہ کر دربارِ نبوی سے وابستہ رہے، وہی لوگ عرضہِ اخیرہ میں پیش کیا گیا قرآن جان سکتے تھے اور منسوخ شدہ حصہِ قرآن سے آگاہ ہو سکتے تھے۔

جب نبی کریم ﷺ وفات فرما گئے اور کسی آیتِ قرآنیہ کے مزید منسوخ ہونے کا احتمال نہ رہا تو یہ بات لازم ٹھہر گئی کہ قرآن مجید مدون کیا جائے جو منسوخ شدہ حصہ قرآن سے پاک ہو اور عرضہ اخیرہ کے مطابق ہو۔ تاکہ اسلامی معاشرہ میں عرضہِ اخیرہ کے مطابق قرآن متداول ہو سکے، آئندہ قرآن مجید کے نسخے اسکے مطابق تیار ہو سکیں اور رواج پا سکیں۔ حضرت زید بن ثابتؓ کا جو انتخاب عمل میں آیا تو اس کی دیگر وجوہات کے ساتھ ساتھ ایک اہم وجہ یہ بھی تھی کہ وہ نہ صرف کاتب وحی تھے بلکہ عرضہِ اخیرہ میں بھی شریک رہے تھے۔

عہد صدیقی اور منسوخ شدہ حصہ قرآن:

اب اگر حضرت سالم بن ابی حذیفہؓ جیسے دیگر اکابر قراء صحابہ کرام مختلف جنگی معرکوں میں جام شہادت نوش فرماتے رہتے تو اس بات کا خدشہ تھا کہ منسوخ شدہ حصہِ وحی اور عرضہِ اخیرہ میں پیش شدہ قرآن کے بارے میں علم رکھنے والے صحابہ

© rasailojaraid.com
This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

کرامؓ مفقود ہو جاتے۔ اس صورت میں حقیقی قرآن جو عرضہ اخیرہ کے مطابق تھا، منسوخ شدہ حصہِ وحی سے خلط ملط ہو کر رہ جاتا۔ یہی وہ حقیقی قرآن کے ضائع ہو جانے کی صورت تھی جس کو حضرت عمرؓ نے محسوس کیا تھا۔ کیونکہ قرآن کے بے شمار ذاتی مصاحف جو صحابہ کرامؓ کی ملکیت تھے اسلامی معاشرہ میں عام تھے اور مختلف علاقوں میں موجود دیگر مسلمان اپنے اپنے ذاتی نسخے بھی تیار کروار ہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے آنے والے وقت میں جو خطرہ محسوس کیا وہ یہ تھا کہ عرضہِ اخیرہ کے مطابق قرآن کے باقاعدہ سرکاری طور پر مصحف تیار نہ کیا گیا تو حقیقی قرآن منسوخ شدہ حصہِ وحی سے خلط ملط ہو کر رہ جائے گا، کیونکہ جنگِ یمامہ تک باقاعدہ سرکاری طور پر کوئی ایسا نسخہِ قرآن مدون نہیں ہوا تھا جو عرضہِ اخیرہ کے مطابق ہو۔ اس لیے تاریخِ اسلام میں پہلی مرتبہ حضرت عمرؓ کی طرف سے ایسا قرآن مدون کرنے کی دربارِ صدیقی میں سفارش کی گئی جو عرضہِ اخیرہ کے مطابق ہو۔ جس میں منسوخ شدہ حصہِ وحی شامل نہ ہو، تو حضرت عثمانؓ نے عہدِ صدیقی میں مدون شدہ اسی قرآن کو حضرت حفصہؓ سے منگوا کر اُس کے نسخے تیار کروائے جن کو مختلف علاقوں میں بھیجا گیا اور ان مصاحف کی حیثیت مصحفِ امام (Master Copy) کی قرار پائی، اور آئندہ اسی کے مطابق مصحف تیار کرنے کا حکم صادر فرمایا گیا۔

اس طرح یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اگر جنگِ یمامہ میں حفاظ وقرّا کی شہادت کا واقعہ نہ بھی پیش آتا تو بھی قرآن مجید کو عرضہِ اخیرہ کے مطابق باقاعدہ سرکاری طور پر مدوّن کرنے کے دیگر محرّکات موجود تھے۔

عہدِ عثمانی اور سبعہ احرف کی منسوخیت:

عہدِ عثمانی میں نصِ قرآنی کا تعین تو نہیں کیا گیا بلکہ عہدِ صدیقی میں مدوّن شدہ متنِ قرآن ہی کو ملحوظ خاطر رکھا گیا تھا۔ اس لحاظ سے قرآن کریم کے متن میں کوئی تبدیلی یا کسی قسم کا تغیر وتبدل وقوع پذیر نہیں ہوا۔ البتہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے سبعہ احرف کے تحت دی گئی سہولت ورخصت کو ختم کر دیا گیا۔ واضح رہے کہ اس سہولت ورخصت کا متنِ قرآن سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے، کیوں کہ متنِ قرآن اور قراءتِ قرآن دو مختلف چیزیں ہیں۔ علامہ زرکشی لکھتے ہیں:

"القرآن و القراءات حقيقتان متغايرتان." (۱۱)

نبوی معاشرہ میں قبائل کے مابین زبان وبیان اور الفاظ ولہجات کا اختلاف قرآن کریم کی قراءت وتلاوت میں مانع بن رہا تھا جو کہ ایک فطری امر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ مختلف قبائل میں ہر عمر اور ذہنی سطح کے لوگ جن میں بالخصوص بچے اور ضعیف العمر مرد وخواتین کی موجودگی کا انکار نہیں کیا جا سکتا، اور پھر جب نبی کریم ﷺ نے اپنے عہد کے معاشرہ کی تصویر ان الفاظ میں بیان کی ہو کہ "نحن أمة أمية لا نكتب و لا نحتسب" (ہم تو ایک اُمی یعنی ناخواندہ جماعت ہیں نہ حساب جانیں نہ لکھنا) (۱۲)، تو اس معاشرہ میں قرآن کریم کی قراءت وتلاوت ناممکن نہ سہی مشکل ضرور تھی۔ اسی ضرورت کے پیش نظر ذات باری تعالیٰ نے عرب کے مختلف قبائل کے لیے سہولت اور آسانی کا معاملہ فرماتے ہوئے قرآن کریم کو قبائل عرب کی

© rasailojaraid.com
This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

لغات/زبانیں اور لہجات کے اختلاف اور مترادف الفاظ قرآنی کے ساتھ تلاوت وقراءت کی اجازت مرحمت فرمائی۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ (م۔۶۸ھ/۶۸۸ء) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ لوگوں کو جب ایک ہی لغت/زبان اور لہجہ میں قرآن پڑھایا کرتے تھے تو یہ بات لوگوں پر گراں گزرتی تھی۔جس پر حضرت جبرئیل تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم ﷺ کو قبیلہ کے افراد کے لیے اپنی لغت میں پڑھنے کی رخصت عنایت فرمائی:

"ان النبی ﷺ یقرئ الناس بلغة واحدة ، فاشتدّ ذلک علیهم ، فنزل جبرئیل ، فقال : یا محمد ! أقرئ کل قوم بلغتهم."(۱۳)

اسی طرح اس موضوع سے متعلق دوسری روایت کچھ اس طرح نقل کی گئی ہے کہ حضرت اُبی بن کعبؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی حضرت جبرئیل سے جب ملاقات ہوئی تو آپ نے حضرت جبرئیل سے فرمایا کہ میں ایک ناخواندہ قوم کی طرف بھیجا گیا ہوں جن میں بوڑھے،غلام مرد اور لونڈیاں اور ایسے افراد ہیں جو لکھ پڑھ نہیں سکتے۔تو حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ یا محمد ﷺ! قرآن کریم تو سات احرف پر نازل کیا گیا ہے۔

" عن أُبیَ ّبن کعب ، أنه لقی رسول الله ﷺ جبرئیل فقال : یا جبرئیل ، انی بعثتُ الیٰ أمة أمیین ؛ منهم العجوز، والشیخ الکبیر ، والغلام والجاریة ، والرجل الذی لم یقرأ کتاباً قط؛ فقال: یا محمد! انّ القرآن أنزل علیٰ سبعة أحرف."(۱۴)

اس موضوع یعنی سبعہ احرف سے متعلق نبی کریم ﷺ سے مروی روایات تواتر کے درجہ کو پہنچی ہوئی ہیں۔ابوعبید قاسم بن سلاّم (م۔۲۲۴ھ) لکھتے ہیں:

"قد تواترت هذه الأحادیث کلها علی الأحرف السبعة."(۱۵)

سبعہ احرف پر نزول قرآن کی حقیقت:

سبعہ احرف پر قرآن کریم کے نازل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ متنِ قرآن کریم کی اپنی لغات/زبانوں ولہجات کے مطابق قراءت کرنے کی رخصت واجازت تھی،رخصت واجازت کو کبھی بھی اصل نہیں قرار نہیں دیا جا سکتا،اور نہ ہی رخصت ہمیشہ کے لیے ہوتی ہے بلکہ رخصت ہمیشہ عبوری دَور کے لیے ہوتی ہے۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن کے سات مرتبہ نازل ہونے کے کیا معنی ہیں؟ روایات پر غور کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ قرآن کریم کے سبعہ احرف یعنی سات احرف پر نازل ہونے کا مطلب اپنے اندر حقیقی نہیں بلکہ مجازی معنی رکھتا ہے۔مولانا رشید احمد گنگوہی (م۔۱۳۲۳ھ/۱۹۰۶ء) اس علمی عقدہ کو کھولتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حدیث نبوی میں آنے والے الفاظ 'سبعہ احرف' سے معروف سبعہ قراءات مراد نہیں، جو لوگوں کے درمیان متداول ہیں، بلکہ یہ تو لوگوں کی سہولت وآسانی کی خاطر اور توسع کے پیش نظر ابتداءِ اسلام میں دی گئی رخصت تھی کہ عرب کے مختلف قبائل کو اس بات کی رخصت دی جائے کہ سات احرف میں سے جو بھی لغت/زبان ولہجہ

© rasailojaraid.com
This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

میسر ہو اس میں قرآن کریم کی قراءت کر لے، یعنی ان کو ابتداً کسی خاص لغت کا پابند نہیں کیا گیا تھا کیوں کہ یہ بات لوگوں پر گراں گزرتی، چناں چہ لوگوں کے لیے قرآن کریم کی قراءت ہر قبیلہ کے فرد کو اپنے ہی لہجہ ولغت میں کرنے کی اجازت سے آسانی پیدا کی گئی۔ ان سات میں سے چھے تو لغت قریش کے علاوہ تھیں، ان لغات کی طرف انزال یعنی آسمان سے نازل ہونے کی نسبت حقیقتاً نہیں بلکہ مجازاً کی گئی ہے، کیوں کہ قرآن کریم آسمان سے کئی لغات میں نہیں بلکہ ایک ہی لغت پر نازل ہوا ہے اور وہ لغتِ قریش ہے، مگر جب زیر بحث حدیث نبوی کی رُو سے سات لغات میں سے کسی بھی لغت میں قرآن کریم کی قراءت کرنے کی اجازت مل گئی تو گویا لغتِ قریش کے علاوہ باقی چھے لغات اپنے حکم کے اعتبار سے اور نماز میں اس کے جواز کے لحاظ سے ساتویں لغت یعنی لغتِ قریش ہی کی طرح ہوگئیں، اس وجہ سے یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ قرآن کریم سات لغات پر نازل کیا گیا ہے:

> "الحق فی ذلک أن المراد بسبعة أحرف لیس ھو ھذہ القراءات السبع المتواترة المتداولة بین الأقوام، بل الأمر فی الأول کان متسعاً یقرأہ کل أھل لغة بما تیسر له من السبعة، وانما ھذہ السبعة ستة منھا وراء لغة قریش، ونسبة الانزال الیھا مجاز، لأنه وان کان نزل من السماء بلغة واحدة ھی لغة قریش الاّ أنه لما التحقته الاجازة بالقراءة فی أی السبعة تیسر کانت الستة کالسابعة فی جواز الصلاة وأجر التالی الیٰ غیر ذلک، فکان القرآن کالمنزل علیٰ سبعة لغات."(۱۶)

سبعہ احرف کی منسوخیت کا مسئلہ:

سبعہ احرف کی رو سے عہد نبوی اور اس کے بعد میں اختیاراً اکابر صحابہ کے تحت معاشرہ میں لوگوں کو جو آسانی وسہولت دی گئی تھی، یہی رعایت جب لوگوں میں باہمی نزاع کا باعث بننے لگی تو اس کو اس قاعدہ کے تحت ختم کر دیا گیا کہ جب سہولت ہی نزاع کا باعث بن کر رہ جائے تو اس کو ختم کر دینے ہی میں عافیت ہے۔

حضرت عثمانؓ کے قرآن جمع کرنے کی یہ شکل ہوئی کہ جس وقت وجوہ قراءت میں بکثرت اختلاف پھیل گیا اور یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ لوگوں نے قرآن کو اپنی اپنی زبان میں پڑھنا شروع کر دیا اور پھر چوں کہ اہل عرب کی لغات / زبانوں کے کئی لہجات تھے، اس لیے اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ مسلمانوں میں سے ایک لہجہ والے دوسرے کی قراءت کو غلط کہنے لگے۔ اس خدشہ کے پیش نظر حضرت عثمان نے قرآن کے صحف صدیقی کو ایک ہی مصحف میں سورتوں کی موجودہ ترتیب کے ساتھ جمع کر دیا اور اہل عرب کی زبان اور ان متفرق لہجات کو چھوڑ کر قبیلہ قریش کی زبان پر اکتفا کیا۔ اس بات کے لیے حضرت عثمانؓ دلیل یہ لائے کہ قرآن کا نزول دراصل قریش ہی کی زبان پر ہوا ہے۔ اگرچہ ابتداء میں دقت اور مشقت دور کرنے کے لیے اس کی قراءت دیگر لہجات میں کرنے کی اجازت دی گئی تھی، لیکن اب حضرت عثمانؓ کی رائے میں وہ ضرورت ختم ہو چکی تھی۔

© rasailojaraid.com
This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

ابن حجر لکھتے ہیں:

" فرأ (عثمان بن عفان) أن الحاجة الى ذلک انتهت فاقتصر علٰی لغة واحدة ."(۷۱)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے لوگوں کو دی گئی اس سہولت کو کس نے ختم کیا؟ نبی کریم ﷺ نے اس کو ختم کیا؟ یا کیا حضرت عثمانؓ نے اپنے عہد خلافت میں صحابہ کرام وتابعین کے مشورہ اور اتفاق سے ختم کیا؟ اس بارے میں علمائے اسلام میں دو آراء پائی جاتی ہیں:

الف۔ ایک رائے یہ ہے نبی کریم ﷺ نے عرضہ اخیرہ میں اس کو موقوف قرار دے دیا تھا۔

ب۔ دوسری رائے یہ ہے عہد عثمانی میں صحابہ کرام اور تابعین نے اجماعی طور پر اس کو مرفوع قرار دے دیا۔

ان میں سے ایک معروف محدث ابوجعفر طحاوی احمد بن محمد (م ۔۳۲۴ھ/۹۳۶ء) کا اور دوسرا معروف مفسر محمد بن جریر طَبری (م ۔۳۱۰ھ/۹۲۳ء) کا مؤقف ہے:

الف۔ معروف محدث ابوجعفر طحاوی کا نقطہ نگاہ۔

ب۔ معروف مفسر ابن جریر طَبری کا مؤقف۔

الف۔ ابوجعفر طحاوی کا نقطہ نظر:

ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف ہے کہ سبعہ احرف دراصل عام لوگوں کی سہولت کے لیے دی گئی اجازت و رخصت کا نام ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ قرآن کریم نازل تو قریش کی زبان میں ہوا تھا، اس لیے کہ قریش رسول اللہ ﷺ کی قوم تھی لیکن چوں کہ عرب کے دوسرے قبائل کے لیے لغات/زبان اور لہجات میں اختلاف کے سبب قریش کی زبان میں پڑھنا دشوار تھا، اس لیے آغاز اسلام میں اجازت دی گئی تھی کہ جن لوگوں کو ایک ہی لغت میں قرآن کی تلاوت مشکل ہو، وہ اپنی علاقائی زبان کے مترادف اور ہم معنی الفاظ میں پڑھ لیا کریں۔ متبادل الفاظ کا انتخاب لوگ خود نہیں کرتے تھے، بلکہ رسول اللہ ﷺ ان کی تعلیم دیتے تھے اور تعین فرماتے تھے، اور صرف انہی الفاظ کے پڑھنے کی اجازت تھی جو آپ نے بتائے ہوتے تھے۔ پس عرب قبائل اس اجازت پر عمل کر رہے تھے یہاں تک کہ ان میں لکھنے والے زیادہ ہو گئے، اور قریش کی زبان میں پڑھنے کے عادی ہو گئے اور انہوں نے قرآن کریم ان الفاظ میں پڑھنا اور حفظ کرنا شروع کر دیا جن الفاظ میں وہ ابتدا میں نازل ہوا تھا تو پھر قرآن کی اصل زبان کے علاوہ دوسرے قبائل کی زبان میں پڑھنے کی اجازت اٹھالی گئی۔ یعنی سات لغات پر پڑھنے کی اجازت ضرورت کی وجہ سے تھی، جب یہ ضرورت ختم ہوگئی تو سبعہ احرف کے تحت دی گئی رخصت بھی اٹھالی گئی۔ اور قرآن دوبارہ ایک حرف یعنی لغت قریش میں پڑھا جانے لگا۔ امام ابوجعفر طحاوی کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مدون شدہ سرکاری صحائف اور حضرت عثمانؓ کا مصحف دونوں قریش کی لغت میں مرتب ہوئے تھے۔

© rasailojaraid.com
This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

"فكانت هذه السبعة للناس في هذه الحروف لعجزهم عن أخذ القرآن على غيرها مما لا يقدرون عليه ، فكانوا على ذلك حتى كثر من يكتب منهم و حتى عادت لغاتهم الیٰ لسان رسول الله ﷺ فقرأوا بذلک علیٰ تحفظ القرآن بألفاظ التي نزل بها ، فلم يسعهم حينئذ أن يقرأوه بخلافها وبأن بما ذكرنا أن تلك السبعة الأحرف انما كانت في وقت خاص لضرورة دعت الیٰ ذلک ، ثم ارتفعت تلك الضرورة فارتفع حكم هذه السبعة الأحرف وعاد ما يقرأ به القرآن علیٰ حرف واحدٍ . "(۱۸)

امام طحاوی دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"ومما يدل علیٰ عود التلاوة الیٰ حرف واحد بعد ما كانت قبل ذلک علیٰ الأحرف السبعة التي قد ذكرنا ما قد كان من أبي بكر الصديق رضي الله عنه من جمعه القرآن واكتتابه فيما كان اكتتبه فيه."(۱۹)

ابوجعفر طحاوی لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں کا مؤقف ہے کہ سبعہ احرف سے سبعہ لغات/زبانیں مراد ہیں "وذهب آخرون فيما ذكر لنا ابن أبي عمران الیٰ أن معنى سبعة أحرف سبع لغات "ابوجعفر طحاوی اس بات سے اختلاف کرتے ہوئے درج ذیل آیات کریمہ اپنی بات کی تائید میں پیش کرتے ہیں کہ مجھے اس بات کے ماننے میں تأمل اور تردد ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ﴾ (۲۰)

"اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان بولتا تھا تا کہ انہیں (احکامِ الٰہی) کھول کھول کر بتادے۔"

درج ذیل آیات کریمہ بھی اسی بات پر دلالت کرتی ہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد ہے:

﴿ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ﴾ (۲۱)

﴿وَ كَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ ﴾ (۲۲)

﴿ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴾ (۲۳)

اس آیت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ رسولوں اور انبیاء کو کسی دوسری نہیں بلکہ ان کی قوم کی زبان کے ساتھ بھیجتا ہے۔ اس طرح نبی کریم ﷺ بھی چوں کہ بنو قریش سے تھے اس لیے ان کی زبان بھی قریشی تھی اور قرآن کریم کا نزول سات لغات پر نہیں بلکہ لغت قریش پر ہوا۔

ابوجعفر طحاوی لکھتے ہیں کہ اس طرح عہد نبوی میں وہ لوگ جو غیر قریشی یا عجمی لوگوں میں سے تھے جیسے سلمان فارسی وغیرہ جو دین میں داخل ہو رہے تھے، اسی طرح وہ لوگ جو آپ ﷺ پر ایمان لائے، ان کا تعلق بھی نبی کریم ﷺ کی قوم سے تھا مگر اُمّی یعنی اَن پڑھ تھے، تحریر پر دسترس نہیں رکھتے تھے اور قرآن کریم کا پڑھنا ان کے لیے دُشوار ہو رہا تھا، تو جب نبی کی قوم کا یہ حال ہو تو وہ لوگ جن کا نبی کی قوم یا زبان سے واسطہ یا تعلق نہیں تھا تو وہ بدرجہ اتم اس بات کا عذر رکھتے تھے۔ کیوں کہ غیر

© rasailojaraid.com
This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

مادری زبان کو اختیار کرنا ایک مشقت پر مبنی کام تھا، اور جو انسانی طبائع پر گراں گزرتا ہے، اس سے عہدہ برا ہونے کے لیے یقیناً شدید ریاضت اور محنت کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ اسی طرح اِن اُمی لوگوں میں عمر رسیدہ اور غیر قریشی زبان کے حاملین کو نازل ہونے والے قرآن کریم کی نمازوں میں تلاوت کے لیے حفظ کی بھی احتیاج وضرورت تھی۔ انہی تقاضوں کے پیش نظر ان کو اس بات کی اجازت دے کر ان کے لیے دین میں وسعت پیدا کی گئی کہ وہ قرآن کو مترادف الفاظ کے ساتھ اور آیات قرآنیہ کے الفاظ کا نہیں بلکہ صرف معنیٰ کا لحاظ رکھتے ہوئے تلاوت کر سکتے ہیں، اس طرح اگر چہ ان کے الفاظ نبی کے الفاظ سے مختلف ہوں گے مگر اس کے باوجود اس مسئلہ میں رخصت دی گئی۔ جس کی دلیل امام ابوجعفر طحاوی یہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت ہشام بن حکیم بن حزامؓ کا قرآن کی تلاوت میں باہمی نزاع ہے کہ اگر چہ دونوں قریشی تھے دونوں کی زبان نبی کی زبان تھی مگر لہجہ میں اختلاف کی وجہ سے دونوں میں اختلاف ہوا۔ باہمی نزاع کی نوعیت یہ تھی کہ سورۃ فرقان کی قراءت میں دونوں کو اختلاف تھا تو دونوں صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لے گئے تو نبی کریم ﷺ نے قراءت سننے کے بعد دونوں کی تصویب فرمائی (۲۴)۔

اس کے بعد آگے چل کر امام طحاوی فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کے سبعہ احرف پر نزول کے یہ معنیٰ نہیں کہ قرآن سات لغات/زبانوں پر نازل ہوا ہے، بلکہ قرآن تو نبی کریم ﷺ کی زبان میں ایک مرتبہ نازل ہوا ہے البتہ مترادف الفاظ کے ساتھ تلاوت وقراءت کی سہولت ان کی ضرورت کے پیش نظر دی گئی کہ معانی قرآن میں خلل اور اختلاف کے بغیر قرآن کی تلاوت میں اجازت ورخصت ہے:

" وأنها مما لا تختلف معانيها وان اختلفت الألفاظ التي يلفظ بها ، وأن ذلک توسعة من الله تعالیٰ علیهم لضرورتهم الیٰ ذلک وحاجتهم الیه وان کان الذی علیٰ النبي ﷺ انما نزل بألفاظ واحدة ."(۲۵)

آگے ابن شہاب زہری کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ یہ کوئی حلال وحرام میں نہیں بلکہ ایک ایسی بات میں اختلاف تھا جو حقیقت میں ایک ہی بات تھی:

"قال ابن شهاب : بلغني أن تلک السبعة الأحرف انما تکون في الأمر الذی یکون واحداً لا یختلف في حلال ولا حرام ."(۲۶)

اس کے بعد لکھتے ہیں کہ لوگوں کے لیے یہ اجازت ورخصت ایک خاص وقت کے لیے تھی۔ جب وہ لکھنے پڑھنے اور نبی کریم ﷺ کی زبان یعنی لغت قریش کے عادی ہو گئے تو اس کا پڑھنا پڑھانا ان کے لیے آسان ہو گیا تو انہوں نے قرآن کو نازل شدہ الفاظ کے ساتھ پڑھنا اور اس کو حفظ کرنا شروع کر دیا۔ چوں کہ یہ اجازت ورخصت ایک خاص معین وقت کے لیے تھی اس لیے جب یہ ضرورت باقی نہ رہی تو اس کا حکم بھی مرفوع ہو گیا، اور قرآن حرف واحد پر لوٹ آیا، اب قرآن کے الفاظ

© rasailojaraid.com
This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

کی مترادفات اور معنی کی رعایت کے ساتھ تلاوت موقوف قرار دے دی گئی (۲۷)۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ:

☆ عہد صدیقی میں قرآن کریم حرف واحد جس پر اس کا نزول ہوا پر مدون کیا گیا۔ اس طرح سارا قرآن اپنی مدون شدہ صورت میں عہد نبوی کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی کوششوں اور کاوشوں کا نتیجہ ہے۔

☆ امام طحاوی کی مشکل الآثار کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ امام طحاوی کے نزدیک سبعہ احرف پر نزول سے مراد سات لغات ر زبانوں پر قرآن کا نزول نہیں ہے، بلکہ قرآن تو ایک ہی مرتبہ لغت قریش میں نازل ہوا۔

☆ امام طحاوی کے نزدیک سبعہ احرف میں سبعہ یعنی سات کے عدد کا تعین نہیں ہے۔

امام طحاوی کے نزدیک سبعہ احرف ایک رخصت وسہولت کا نام ہے جو نبی کریم ﷺ کی طرف سے مختلف قبائل اور عجمی افراد جیسے سلمان فارسی وغیرہ کے لیے دی گئی تا کہ قرآن کی اپنی زبان ولہجہ کے مطابق مترادف الفاظ اور معانی کے لحاظ کے ساتھ تلاوت کی جا سکے۔

امام طحاوی اور سبعہ احرف کی منسوخیت:

اہم بات یہ ہے کہ امام طحاوی کے نزدیک سبعہ احرف کے تحت قرآن کی تلاوت کی سہولت معاشرہ کے بعض افراد کو ایک خاص مدت اور ضرورت کی وجہ سے تھی، جب یہ ضرورت باقی نہ رہی تو سبعہ احرف کے تحت دی گئی رخصت وآسانی کا حکم بھی مرفوع ہوگیا، اور قرآن کی تلاوت حرف واحد یعنی نازل شدہ الفاظ ہی میں کی جانے لگی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ رخصت وآسانی مرحمت فرمانا معاشرہ کا ایک فطری تقاضا تھا۔ لہٰذا عام لوگوں کو یہ اجازت ورخصت تو دی گئی مگر اس اجازت و رخصت کو مستقل نہیں رکھا گیا تا کہ قرآن کے نازل شدہ حقیقی الفاظ بے توجہی اور عدم التفات کا شکار ہو کر ثانوی وضمنی سطح پر نہ چلے جائیں۔ اس طرح اوّل وآخر مقصد تو قرآن کو اس کے حقیقی الفاظ ہی میں قائم رکھنا اور اس کا فہم حاصل کرنا تھا مگر لغت قریش پر قدرت نہ ہونے کی وجہ سے عبوری دَور کے لیے رخصت دی گئی۔

امام طحاوی نے سبعہ احرف کی عہد نبوی میں منسوخیت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ ان کے اپنے الفاظ ''**ثم ارتفعت تلك الضرورة فارتفع حكم هذه السبعة الأحرف**'' سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ انہوں نے نسخِ حکم نہیں بلکہ ارتفاعِ حکم کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ بادی النظر میں ارتفاعِ حکم اور نسخِ حکم باہم مترادف دکھائی دیتے ہیں اور ان میں کوئی فرق واضح نہیں ہوتا۔ اسی فرق کے نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض محققین امام طحاوی کا صحیح مؤقف نہ سمجھ سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ دونوں اصطلاحات میں فرق ہے۔ نسخِ حکم سے مراد حکم کا منسوخ ہوجانا ہے اور وہ حکم دوبارہ کبھی نافذ نہیں کیا جاسکتا۔ جیسے آیت کریمہ ﴿يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْن﴾ (۲۸) اور ﴿وَ عَلَى الَّذِيْنَ

© rasailojaraid.com
This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

يُطِيقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ﴾(۲۹) کا حکم منسوخ ہے۔مگر ارتفاعِ حکم سے مراد علت کے ارتفاع کے ساتھ اٹھایا گیا حکم ہوتا ہے، اور علت کے لوٹنے کی وجہ سے وہ حکم بھی لوٹ سکتا ہے۔علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی (م۔۶۷۱ھ/۱۲۷۳ء) لکھتے ہیں:

''الفرق بين رَفْعِ الحُكْم بالنَّسْخِ وَرَفْعِه لارتفاع عِلَّتِه . اعلم أنّ المرفوع بالنسخ لا يُحْكَم به أبداً ، والمرفوع لارتفاع علّته يعود الحكم لعَودِ العلّة.'' (۳۰)

مسئلہ زیر بحث میں یعنی سبعہ احرف بھی اسی سے متعلق ہے اور امام طحاوی کا بھی یہی مؤقف ہے کہ جہاں علت پائی جائے گی وہاں سبعہ احرف کے تحت رخصت قائم ہو جائے گی جہاں اس کی ضرورت نہیں ہوگی یعنی علت نہیں ہوگی تو حکم بھی نہیں ہوگا۔اس لحاظ سے امام طحاوی سبعہ احرف کی منسوخیت کے قائل نہیں بلکہ ''ارتفاع الحكم بارتفاع علته '' کے قائل ہیں اور اس کا نسخ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔اور یہی مؤقف مولانا رشید احمد گنگوہی کا ہے۔(جس کا ذکر آگے آرہا ہے)۔

امام طحاوی نے اپنی کتاب مشکل الآثار میں جو اسلوب اختیار کیا ہے اس سے بھی یہی بات واضح ہوتی ہے۔چناں چہ امام طحاوی کے نزدیک جو روایت منسوخ ہوتی ہے اس کے لیے لفظ ''نسخ'' ہی کو اختیار کرتے ہیں(۳۱)

مگر روایاتِ سبعہ احرف کے مسئلہ میں انہوں نے لفظ ''نسخ'' سے احتراز برتتے ہوئے ارتفاعِ حکم کی بات ہے، جو اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ امام طحاوی کے نزدیک ارتفاعِ حکم اور نسخِ حکم دو الگ الگ اصطلاحیں ہیں۔

اس طرح امام طحاوی کے مؤقف کے متعلق پہلی بات تو یہ ہے کہ ان کے نزدیک سبعہ احرف سے مراد لسانِ نبوی پر قدرت نہ رکھنے والے افراد کو تلاوت قرآن میں دی جانے والی سہولت و رخصت کا نام ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ یہ ایک مسلمہ تاریخی حقیقت ہے کہ عہد نبوی کے بعد بھی عہد عثمانی تک صحابہ کرام اپنے متبعین اور تلامذہ کو سبعہ احرف کے تحت دی گئی اجازت و رخصت کے مطابق قرآن کریم کی تعلیم و تعلم اور درس و تدریس کا سلسلہ قائم کیے ہوئے تھے۔ان معروضی حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر سبعہ احرف کے متعلق ''نسخ'' کا مؤقف اپنایا جائے تو منسوخ شدہ حکم کو بحال نہیں کیا جا سکتا تھا، لیکن اگر اس بات کو ''ارتفاع حكم بارتفاع علته '' کے پس منظر میں دیکھا جائے تو علت کی موجودگی میں سبعہ احرف کے حکم کو عدم موقوف اور عدم مرفوع ہونے کے معنی میں لیا جائے گا، جو یقیناً ایک معتدل مؤقف ہوگا۔وگرنہ عہد عثمانی تک عام لوگوں کی نمازیں جو سبعہ احرف کی رعایت کے ساتھ ادا کر رہے تھے باطل ٹھہرتی ہیں، اور یہ بات خود امام طحاوی کے بھی پیش نظر یقیناً ہو گی، اسی لیے انہوں نے ارتفاعِ حکم کی بات کی ہے۔یہی بات ابن حجر نے لکھی ہے:

'' فرأ (عثمان بن عفان) أن الحاجة الى ذلك انتهت فاقتصر علىٰ لغة واحدة .''(۳۲)

ملا جیون لکھتے ہیں کہ فقہائے اصولیین کا کہنا ہے کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جو حکم کسی خاص وقت تک کے لیے ہو

© rasailojaraid.com
This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

اُس پر منسوخ کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا جس طرح ہمیشہ رہنے والے حکم کو بھی منسوخ نہیں کہا جا سکتا اور نہ ہو منسوخ ہو سکتا ہے:

”اذا المقرران المؤقت بالغاية لا يطلق عليه اسم المنسوخ كما أن المؤبد كذلک كما نص به أهل الأصول وهكذا رأي الامام فخر الاسلام .“(۳۳)

چناں چہ امام طحاوی نے بھی یہی بات کہی ہے کہ سبعہ احرف ایک خاص وقت تک کے لیے دی گئی اجازت ورخصت کا نام ہے، پھر اس کی ضرورت نہ رہی، اس طرح جب علت ہی نہ رہی تو اس کا حکم بھی موقوف ہو گیا:

”انما كانت في وقت خاص لضرورة دعت الىٰ ذلک ، ثم ارتفعت تلک الضرورة فارتفع حكم هذه السبعة الأحرف.“(۳۴)

اس طرح امام طحاوی سبعہ احرف کے منسوخ ہونے کا نہیں بلکہ ارتفاع حکم کا مؤقف رکھتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ نہ ہی ان کے ہاں عرضہ اخیرہ کا ذکر ملتا ہے۔

بعض معاصر محققین کے نقطہ نظر کا جائزہ:

بعض معاصر محققین نے امام طحاوی کا یہ مؤقف بیان کیا ہے کہ امام طحاوی وقوعِ نسخ کے قائل ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ سبعہ احرف کے عہد نبوی میں عرضہ اخیرہ کے وقت منسوخ ہونے کے قائل تھے۔ جیسا کہ مولانا تقی عثمانی صاحب اور مولانا گوہر رحمٰن صاحب لکھا ہے(۳۵)۔

جب کہ امام طحاوی کا مؤقف یہ ہے کہ قرآن کریم ایک ہی مرتبہ قریشی زبان میں نازل ہوا۔ بعد میں نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو سہولت کی خاطر قرآن کریم کو اپنی اپنی لغت اور لہجہ کے لحاظ سے پڑھنے کی اجازت مرحمت فرما دی، یہ اجازت و رخصت ایک وقت معینہ کے لیے تھی اور جب لوگ لغتِ نبوی میں قراءت کے قابل ہو گئے تو یہ رخصت وسہولت عہدِ نبوی ہی میں ختم ہو گئی، یعنی علت کے ختم ہونے سے حکم بھی موقوف ہو گیا۔ کیوں کہ یہ ایسا حکم نہیں ہے جس کو نبی کریم ﷺ نے واجب یعنی لازم قرار دیا ہو۔ بلکہ یہ تو نبی کریم ﷺ کی طرف سے دی گئی ایک خاص مدت کے لیے رخصت تھی جس کے ختم ہونے سے حکم مرفوع ہو گیا۔ اس طرح قرآن حرف واحد پر عہد صدیقی وعثمانی میں مدون تو ہوتا رہا مگر معاشرہ میں جب علت پیدا ہوتی رہی اس وقت تک سبعہ احرف کے تحت دی گئی رخصت کا حکم بھی باقی رہا۔ اس طرح عہد صدیقی وعثمانی میں اسی رخصت کے تحت سبعہ احرف کا دور دورہ رہا، یہاں تک کہ اس علت پر عمل درآمد کو حضرت عثمانؓ نے صحابہ کرام کے مشورہ اور اتفاق سے مستقل طور پر ختم کر دیا۔

اگر ان محققین کی بات کو مان لیا جائے تو سبعہ احرف کے تحت قراءاتِ قرآنیہ اور پھر اُن کی نماز میں تلاوت اور معاشرہ میں اُن کا شیوع اور رواج قابل تعجب بات ٹھہرتی ہے یہ ایسی ہی بات ہے کہ روزہ کے بارے میں پہلا قرآنی حکم فرضیت کا

© rasailojaraid.com
This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

نہیں تھا﴿وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ﴾(۳۶) مگر آج اس عدم فرضیت کے حکم کو رواج دے دیا جائے ، جب کہ یہ حکم قیامت تک کے لیے منسوخ ہو گیا ہے۔ یہی پہلو یقیناً امام طحاوی کے پیش نظر بھی تھا اس لیے ان کی کسی بھی عبارت سے یہ بات مترشح نہیں ہوتی کہ وہ منسوخ ہونے کے قائل ہوں۔اسی لیے انہوں نے ''**ارتفاع الحکم بارتفاع علته**'' کی بات ہے۔

اسی طرح اگر اس مؤقف کو مان لیا جائے تو گویا سبعہ احرف کے ذریعے جو سہولت دی گئی تھی وہ عرضہِ اخیرہ میں منسوخ ہو گئی۔اس طرح سبعہ احرف یا مترادفات قرآنیہ کے استعمال کا نسخ براہ راست سنت سے ہونے کی وجہ سے عہد عثمانی میں مصحف پر ہونے والے اجماعِ صحابہ کی ضرورت نہیں رہتی ،یعنی جو بات سنت سے منسوخ ہوا اجماع کے ذریعے اس کے نسخ کی ضرورت نہیں ہے۔

درج بالا سطور میں امام طحاوی کا جو نقطہ نظر پیش کیا گیا وہی تحقیقی رائے مولانا رشید احمد گنگوہی (م۔۱۳۲۳ھ/۱۹۰۶ء) نے بھی اختیار کی ہے۔گویا کہ اس طریقے سے امام طحاوی کے مؤقف کی مزید وضاحت ہو جاتی ہے۔

ب۔ علامہ رشید گنگوہی کا مؤقف:

علامہ رشید گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف ہے کہ سبعۃ اُحرف میں توسع اور سہولت کے معنی پائے جاتے ہیں مگر جب عہد عثمانی میں یہی سہولت اور آسانی باہمی نزاع اور امت میں افتراق وانتشار کا باعث بننے لگی تو حضرت عثمانؓ نے صحفِ صدیقی کے مطابق لغتِ قریش پر جمع شدہ قرآن کو تداول اور رواج دیا،اور دیگر تمام ذاتی مصاحف کو ضبط کر لیا گیا،اور پھر ان کو پانی سے دھو کر مٹا دیا۔اس طرح ان میں سے کوئی بھی چیز باقی نہ رہی،اور یہ کام صحابہ کرام وتابعین کی باہمی رضامندی اور اتفاق سے کیا گیا۔ یہ بات بعد والوں کے لیے لازم ٹھہرا دی گئی کہ وہ مصحف عثمانی کا ہی اتباع کریں۔ جمع عثمانی کے بعد اورقرآن کا کوئی قاری اِن متروک قراءات میں سے نماز میں سے قراءت کرے گا تو اس کی نماز درست نہیں ہو گی۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ صحابہ کرام کا جمع عثمانی پر اجماع سنت نبوی کو منسوخ کرنے والا نہیں ہے،اور ایسا ہو بھی نہیں سکتا ہے کیوں کہ یہ کوئی ایسے واجب کام کا نسخ نہیں کہ جس کو نبی کریمﷺ نے لازم قرار دیا ہو۔ بلکہ یہ تو نبی کریمﷺ کی طرف سے دی گئی رخصت تھی ، چناں چہ جب یہی رخصت معاشرہ میں فساد اور باہمی نزاع کا باعث بننے لگی تو اس رخصت کو واپس لے لیا گیا۔ پس اس مسئلہ کا تعلق اس قاعدہ سے ہے کہ علت کے مرفوع ہونے سے حکم بھی مرفوع ہو جاتا ہے(**ارتفاع الحکم بارتفاع علته**):

''**ولما كانت التوسعة للسهولة عليهم وصار في زمن عثمان رضي الله عنه علىٰ خلاف**

© rasailojaraid.com
This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

ذلک حیث وقع بذلک خلاف ما بین المسلمین جمعه عثمان رضی الله عنه علیٰ لغة قریش ، وأخذ سائر الصحف المکتوبة فی غیر لغتهم فغسلهم ، ولم یبق شیئاً منها موجوداً، ولما کان ذلک باجماع من صحابة هذا العصر وتابعیهم ، وکان واجب الاتباع لکل من نشأ بعدهم، فلو قرأ بعد ذلک قاری قرآن علیٰ حسب شئ من هذه القراءات لم تصح صلاته ، ولا یتوهم أن الاجماع المذکور وقع ناسخاً للسنة ، فکیف المحیص لأنه لیس نسخاً لأمر أوجبه النبی ﷺ ، بل رفع رخصة من النبی ﷺ اذا وقعت منها مفاسد ، فکان من قبیل ارتفاع الحکم بارتفاع علته ، ولا ضیر فیه. ''(۳۷)

علامہ رشید گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف دراصل امام طحاوی ہی کے مؤقف کی ایک طرح کی وضاحت اور تائید ہے کہ یہ کوئی ایسے واجب کام کا نسخ نہیں کہ جس کو نبی کریم ﷺ نے لازم قرار دیا ہو۔ بلکہ یہ تو نبی کریم ﷺ کی طرف سے دی گئی رخصت تھی۔ اس طرح اس مسئلہ کا تعلق اس قاعدہ سے ہے کہ علت کے مرفوع ہونے سے حکم بھی مرفوع ہوجاتا ہے (ارتفاع الحکم بارتفاع علته)۔ اس لحاظ سے امام طحاوی کے درج بالا مؤقف سے یہ بات قطعاً ثابت نہیں ہوتی کہ وہ نسخ کے قائل تھے۔

ج۔ علامہ ابن جریر طبری کے مؤقف کی وضاحت:

علامہ محمد بن جریر طبری (م۔۳۱۰ھ/۹۲۳ء) لکھتے ہیں کہ سبعہ احرف کا تعلق معانی قرآن سے نہیں بلکہ تلاوت سے متعلق ہے:

''فخالف بعضهم بعضاً فی نفس التلاوة دون ما فی ذلک من المعانی.''(۳۸)

☆ امام طبری کا مؤقف ہے کہ سبعہ احرف کا اختلاف مترادف الفاظ کے استعمال کا اختلاف تھا جیسے ھلّم کی جگہ تعال کا لفظ استعمال کرنا۔ وگرنہ یہ کوئی معانی قرآن میں ایسا اختلاف نہیں تھا کہ جس سے آیت قرآنیہ کے معنی ہی بدل جائیں اور جس سے احکاماتِ الٰہیہ میں اختلاف لازم ٹھہرتا:

''أن الاختلاف الأحرف السبعة ، انما هو اختلاف ألفاظ، کقولک هلم و تعال ، باتفاق المعانی، لا باختلاف معان، موجبة اختلاف احکام.''(۳۹)

علامہ ابن جریر طبری کا مؤقف یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں قبائل عرب کی رعایت کی وجہ سے سات کلمات ولغات کی حد تک ہم معنیٰ متبادل کلمہ پڑھنے کی اجازت تھی۔ جمع عثمانی سے قبل قرآن کریم کو مترادفات کے ساتھ پڑھنے کی اجازت تھی، جس کے مطابق اولاً قرآن کریم نازل ہوا تھا، مثلاً لفظ ''ھلّم'' کی جگہ لفظ ''تعال'' پڑھنے کی اجازت تھی، جمع عثمانی کے بعد یہ اجازت قطعاً موقوف قرار دے دی گئی۔ چناں چہ وہ عہدِ نبوی میں نہیں بلکہ عہدِ عثمانی میں سبعہ احرف میں سے ستہ احرف (چھے حروف) کے موقوف ہونے کے قائل ہیں۔

علامہ محمد بن جریر طبری (م۔۳۱۰ھ/۹۲۳ء) کی سبعہ احرف کی منسوخیت کے بارے میں یہ تحقیق ہے کہ عہد عثمانی میں

© rasailojaraid.com
This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

سبعہ احرف میں سے صرف ایک قریشی حرف ہی کو باقی رکھا گیا تھا اور باقی غیر قریشی چھے احرف کو موقوف قرار دے دیا گیا تھا۔

مگر اہم بات یہ ہے کہ امام طبری نے بھی ''نسخ'' کا لفظ استعمال نہیں کیا، بلکہ ''**فترک القراءة بالأحرف الستة**'' کہ سات میں سے چھے قراءات منسوخ کرنے کی نہیں بلکہ ترک کرنے کی بات کی ہے، اس طرح انہوں نے لفظ ''ترک'' رقم کیا ہے جو اُن کی دانائی اور حکمت کا ثبوت ہے، یعنی انہوں نے سات یعنی سبعہ اُحرف میں سے چھے اُحرف (**ستة أحرف**) کو منسوخ نہیں بلکہ متروک قرار دیا ہے(۴۰)۔

ستہ احرف یعنی چھے احرف کے موقوف ہونے کے بارے میں بعض لوگوں کی طرف سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ ایسی قراءات کا ترک کرنا کیسے جائز ہوسکتا ہے جس کو نبی کریم ﷺ نے پڑھایا ہو اور اس کو پڑھنے کا حکم دیا ہو؟ علامہ ابن جریر طبری اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ ایسا ممکن ہے کیوں کہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان اور حکم فرض اور واجب کے درجہ میں نہیں بلکہ اباحت اور رخصت کے معنی میں لیا جائے گا۔ یہ دراصل لوگوں کو قراءت قرآن میں دیا گیا اختیار اور رخصت کا نام تھا اور یہ اختیار واجب کے درجہ میں نہیں ہوتا(۴۱)۔

اسی طرح ستہ قراءات کو عہد عثمانی میں ہونے والے اجماع صحابہ کے ذریعے موقوف یا متروک قرار دینا سنت کو اجماعِ صحابہ کے ذریعے منسوخ قرار دینا نہیں ہے کیوں کہ یہ کوئی ایسے کسی حکم نبوی کا نسخ نہیں جس کو نبی کریم ﷺ نے واجب اور لازم قرار دیا ہو بلکہ یہ تو نبی کریم ﷺ کی طرف سے دی گئی رخصت تھی، جب اس رخصت میں مفاسد کا ظہور ہونا شروع ہوا تو اس رخصت کو موقوف قرار دے دیا گیا گویا کہ یہ حکم ''**ارتفاع الحکم بارتفاع علته**'' کے قبیل سے ہے۔ علامہ رشید احمد گنگوہی (جیسا کہ اوپر یہ بات گزر چکی ہے) لکھتے ہیں:

> ''**ولا یتوهم أن الاجماع المذکور وقع ناسخاً للسنة ، فکیف المحیص لأنه لیس نسخاً لأمر أوجبه النبی ﷺ ، بل رفع رخصة من النبی ﷺ اذا وقعت منها مفاسد ، فکان من قبیل ارتفاع الحکم بارتفاع علته ، ولا ضیر فیه.**''(۴۲)

کیا حضرت عثمانؓ کا جمع کردہ قرآن کریم جو آج متداول ورائج ہے اس میں سبعہ احرف باقی ہیں؟ اس بارے میں علماء کرام کا مؤقف ہے کہ سبعہ احرف آج بھی باقی ہیں، ان کے دلائل کا خلاصہ یہ ہے سبعہ احرف میں چوں کہ معانی کی وسعت پائی جاتی ہے اس لیے عہدِ عثمانی میں سبعہ احرف کے ایک مفہوم کو موقوف کر دیا گیا تھا مگر دیگر مفاہیم آج بھی باقی ہیں۔ سبعہ احرف کے دیگر معانی ومفاہیم ہی کے تحت آج قراءات عشرہ متواترہ رائج ہیں۔ عہد عثمانی میں صرف اُن قراءات کو باقی وقائم رکھا گیا جو مصحف عثمانی کے مطابق تھیں، دیگر قراءات کو متروک قرار دے دیا گیا۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ اختلاف قراءت کی وجہ سے مسلمانوں میں جو باہمی اختلافات سامنے آئے تھے، اس میں

© rasailojaraid.com
This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

خدشہ اس بات کا تھا کہ یہ اختلافِ قراءت اختلافِ قرآن میں نہ بدل جائے۔ جس طرح پہلی کتب مقدسہ جیسے تورات و انجیل میں ہوتا رہا ہے۔

اسلامی ادبی ورثہ اور منسوخ شدہ حصہ قرآن:

جب اس بات کو ایک مسلمہ حقیقت کے طور پر تسلیم کر لیا گیا کہ قرآن کا نزول آہستہ آہستہ (نجماً نجماً) ہوا، اور قرآن کے نزول کا امکان نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ کے ساتھ منسلک تھا، اور عملاً بھی ایسا ہی ہوا۔ نزول قرآن کے ساتھ ساتھ نسخ قرآن کا بھی امکان یقیناً موجود تھا اور نسخ کا وقوع ہو بھی رہا تھا۔ لہٰذا قرآن کی تکمیل اور نسخ کی تعطیل نبی کریم ﷺ کی رحلت دنیا سے منسلک ہو کر رہ گئی تھی، اس طرح حیات نبوی میں اور رحلت نبوی کے بعد منسوخ شدہ حصہ قرآن کا معاشرہ میں پایا جانا ایک فطری امر ٹھہرتا ہے اور اسی حصہ کی منسوخ شدہ حصہ کے طور پر آگاہی اور پھر بعد میں روایات کی تدوین اور تبویب کے ادوار میں ان کا کتبِ روایات میں پایا جانا اتنی اچھنبے اور غیر معقول بات قطعاً دکھائی نہیں دینی چاہیے کہ ہم ورطہ حیرت میں پڑ جائیں، اور اس منسوخ شدہ حصہ قرآن پر مشتمل روایات کے پائے جانے کا امکان ہی کو رد کر دیں، اور پھر اسی ذہنی پس منظر کے ساتھ ایسی روایات کو طعن و تشنیع اور ان کے رواۃ کو نقد و جرح کی سولی پر لٹکا دیں۔ حالاں کہ یہ ایک فطری امر ہے کہ جب نسخ کا وقوع ہوتا رہا تو منسوخ شدہ حصہ کا لفظاً یا معناً روایت کیا جانا بعید از قیاس نہیں ٹھہرتا۔

اس لحاظ سے متقدمین چوں کہ اس بات سے آگاہ تھے لہٰذا وہ اس منسوخ شدہ حصہ کو منسوخ شدہ حصہ قرآن ہی کے طور پر اپنی کتب میں نقل کرتے چلے آئے ہیں۔ یہ روایات یقیناً قرآن کے عہد نبوی میں متعین شدہ اور عہد صدیقی میں مدون شدہ متن قرآن پر اضافہ نہیں ہیں اور نہ ہمارے متقدمین کے اذہان وقلوب میں اس بات کا شائبہ ہو سکتا تھا۔ چناں چہ ابو عبید قاسم بن سلام (م۔ ۲۲۴ھ/۸۳۹ء) نے اپنی کتاب فضائل القرآن میں ایسی روایات کے اندراج کے لیے درج ذیل دو ابواب قائم کیے ہیں:

باب: الزوائد من الحروف التی خولف بها الخط فی القرآن.
باب: ذکر رفع من القرآن بعد نزوله ولم یثبت فی المصاحف.

اور پھر حسب ترتیب اس میں ایک سو چوبیس اور سترہ روایات نقل کی ہیں۔ ''کتاب المصاحف'' کے نام سے لکھی گئی کتب میں منسوخ شدہ حصہ قرآن کی روایات موجود ہیں۔ اس عنوان کی کتب اگر چہ مفقود ہیں مگر اس سلسلہ میں ایک کتاب ''کتاب المصاحف'' مطبوعہ صورت میں موجود ہے، جو ابو بکر عبداللہ بن ابی داؤد (م۔ ۳۱۶ھ/۹۲۹ء) کی تصنیف ہے۔ اسی طرح جامع صحیح بخاری کی کتاب التفسیر اور دیگر کتب حدیث میں یہ روایات موجود ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کتب تفسیر جیسے تفسیر ابن جریر طبری (جامع البیان)، تفسیر ابو حیان اندلسی (البحر المحیط) اور تفسیر قرطبی (الجامع لأحکام القرآن) وغیرہ میں یہ

© rasailojaraid.com
This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

روایات ہیں۔مگر بدقسمتی سے آج کے بعض مسلم وغیر مسلم محققین ایسی روایات کے بارے میں خود بھی متشکک ہیں اور دیگر لوگوں کو بھی اس بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا کر رہے ہیں، کہ یہ روایات شاید متنِ قرآن میں اضافہ پر دلالت کرتی ہیں ،جب کہ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

منسوخ اور موقوف شدہ حصہِ قرآن وقراءات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے،جن میں سے ایک کو متنِ قرآن کی منسوخیت اور دوسرے کو قراءات کی منسوخیت کہا جا سکتا ہے۔متنِ قرآن کی منسوخیت کے بارے میں چند امثلہ درج ذیل ہیں:

روایت ہے کہ سورۃ احزاب کی عہدِ نبوی میں دوسو آیات تھیں پھر عہدِ نبوی ہی میں نسخ کی وجہ سے اس کی آیات کم ہو کر موجودہ تعداد تک آیات باقی رہ گئیں:

"عن عائشة قالت : كانت سورة الأحزاب تُقرأ في زمان النبي ﷺ مائتي آية ."(۴۳)

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ عہدِ نبوی میں درج ذیل الفاظ وحیِ متلو یعنی قرآن کے طور پر نازل ہوئے تھے:

"ان الله سيؤيد هذا الدين بأقوام لا خلاق لهم ، ولو أن لابن آدم وادِيَين من مالٍ ، لتمنى وادياً ثالثاً ، ولا يملأ جوف ابن آدم الا التراب."(۴۴)

رجم کی آیت"**اذا زنا الشيخ والشيخة فارجموها البتة نكالاً من الله .**" پہلے قرآن کا حصہ تھی۔پھر عہد نبوی میں ہی منسوخ ہوگئی(۴۵)۔

اس طرح درج بالا بحث سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ متنِ قرآن کی منسوخیت کے بارے میں مختلف صحابہ کرام سے روایات اسلامی ادبی ورثہ میں موجود ہیں جن پر حیرت کے اظہار کی ضرورت نہیں بلکہ یہ تو ایک فطری امر ہے یہ بات اس پر دلالت کرتی ہے کہ قرآن کریم واقعتاً نجماً نجماً یعنی تھوڑا تھوڑا نازل ہوا، اور اس سلسلہ میں قرآنی آیت کی تائید کے ساتھ ساتھ نسخ کے وقوع کا بھی اثبات ہوتا ہے۔

قراءات قرآن کی موقوفیت کی امثلہ حسب ذیل ہیں۔

موقوف قراءات کی مختلف امثلہ:

دورِ عثمانی کے مصاحف عثمانیہ میں سبعہ کلمات مترادفات کو موقوف قرار دے دیا گیا،مثلاً"**قل تعالوا، قل هلم** میں **اقبلوا ، اسرعوا، اعجلوا** اور **تعال اقبل اسرع اعجل** کو۔**مشوافيه** میں **مروفيه،سعوافيه** کو۔اور **للذين امنوا انظرونا** میں **اخرونا ارقبوناکو**۔﴿**وأقوم قيلاً**﴾ میں (**أصوب قيلاً**) اور (**أهيأ قيلاً**)۔" کا لحاظ نہ رکھا گیا(۴۶)۔

اسی طرح غیر قریشی قراءت کو موقوف قرار دے دیا گیا۔مثلاً (**وَجَاءَت سَكْرَةُ الْحَقِّ بِالْمَوْتِ**) والا اختلافِ

© rasailojaraid.com
This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

قرأت موقوف فرمادیا تھا۔سورۃ الیل میں (والذکر والانثی) والی قرأت کی ممانعت فرمادی۔سورۃ الذاریات کی آیت (انّی أنا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ) والی قرأت موقوف فرمادی۔اسی طرح لغت ہذیل کے مطابق لفظ ''حتیٰ'' کی جگہ ''عتیٰ'' پڑھنے کی اجازت موقوف قراردے دی گئیں۔دیگر مثالیں حسب ذیل ہیں:

۱۔ سورۃ النصر میں (اذا جاء فتح الله والنصر)

۲۔ سورۃ یونس (فاليوم ننحيك ببدنك)

۳۔ سورۃ اللھب میں (تبت يدا أبى لهب و قد تب)۔

۴۔ سورۃ البقرہ کی آیت ﴿اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلاً مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ کے بعد ''في مواسم الحج'' کے الفاظ۔

۵۔ سورۃ الجمعہ کی آیت میں ''فامضوا الى ذكر الله''۔

۶۔ سورۃ القارعہ میں (كالصوف المنفوش)

۷۔ سورۃ الکہف کی آیت (يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ صالحة غَصْبًا) میں ''صالحة'' کا زائد لفظ۔

۸۔ سورۃ یٰسین میں (ان كانت الا رقية واحدة)۔

۹۔ سورۃ الاحزاب میں (وازواجه امهاتهم وهو أبوهم)۔

۱۰۔ سورۃ الاسراء میں (ووصى ربك الا تعبدوا)۔

۱۱۔ سورۃ الفاتحہ میں (صِرَاطَ مَنْ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ،وغَيْرِ الضَّآلِّيْنَ) کے الفاظ (۴۷)۔

عہد عثمانی میں ان تمام قراءات کو موقوف قرار دے دیا گیا۔

صحابہ کرام کے ذاتی مصاحف کی حقیقت اور ان کی منسوخیت:

''مصاحف صحابہ'' کی اصطلاح جو اسلامی ادبی ورثہ میں آئی ہے اور جمع عثمانی سے قبل اسلامی معاشرہ میں موجود نسخوں کو کہہ دیا جاتا ہے،اس سے مراد صحابہ کرام کے ذاتی مصاحف ہیں۔

اِن کبار صحابہ کرام کے ذاتی مصاحف میں تو منسوخ شدہ آیات اور سورتیں شامل تھیں مگر یہ صحابہ کرام ان کے نسخ سے یقیناً آگاہ تھے۔

اختلافِ مصاحف سے متعلق جو روایات ذخیرۂ کتبِ حدیث میں پائی جاتی ہیں وہ متعلقہ صحابی سے قولاً مروی نہیں ہیں بلکہ اس طرح مروی ہیں کہ فلاں صحابی کے مصحف کی سورتوں کی ترتیبِ اس طرح تھی۔جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے مصحف کی جو ترتیب کتب میں موجود ہے اس ترتیب سے مختلف ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے قولاً منقول ہے۔علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے جریر بن عبدالحمید کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے مصحف کی جو ترتیب بیان کی ہے وہی

© rasailojaraid.com
This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ترتیب ابن الندیم نے ''الفہرست'' میں بھی بیان کی ہے۔

مختلف صحابہؓ کے مصاحف کی منقولہ ترتیب کا عکس درج ذیل ہے(۴۸):

مصحف علیؓ	مصحف أبی بن کعبؓ	مصحف ابن مسعودؓ	مصحف ابن عباسؓ
۱۔البقرہ	الفاتحۃ الکتاب	البقرہ	اقرأ
۲۔یوسف	البقرۃ	النساء	ن
۳۔العنکبوت	النساء	آل عمران	والضحیٰ
۴۔الروم	آل عمران	المص	المزمل
۵۔لقمان	الأنعام	الأنعام	المدثر
۶۔حم السجدۃ	الأعراف	المائدہ	الفاتحۃ
۷۔الذاریات	المائدہ	یونس	تبت
۸۔هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ	الأنفال	براءۃ	کوّرت
۹۔الم تنزیل	توبہ	النحل	الأعلیٰ
۱۰۔السجدۃ	ہود	ہود	واللیل
۱۱۔النّٰزعات	مریم	یوسف	والفجر
۱۲۔اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ	الشعراء	بنی اسرائیل	ألم نشرح
۱۳۔اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ	الحج	الأنبیاء	الرحمٰن
۱۴۔اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ	یوسف	المؤمنون	والعصر
۱۵۔ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى	الکہف	الشعراء	الکوثر
۱۶۔لم یکن	النحل	الصافات	التکاثر
۱۷۔آل عمران	الأحزاب	الأحزاب	الدین
۱۸۔ھود	بنی اسرائیل	القصص	الفیل
۱۹۔الحج	الزمر	النور	الکافرون
۲۰۔الحجر	حم تنزیل	الأنفال	الاخلاص
۲۱۔الاحزاب	طہ	مریم	النحل
۲۲۔الدخان	الانبیاء	العنکبوت	الأعمیٰ
۲۳۔الحاقہ	النور	الروم	القدر

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com
This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

۲۴۔سال سائل	المؤمن	یس	والشّمس
۲۵۔عَبَسَ وَتَوَلّٰی	حم المومن	الفرقان	البروج
۲۶۔وَالشَّمۡسِ وَضُحٰهَا	الرعد	الحج	التین
۲۷۔انا أنزلناہ	طسم	الرعد	قریش
۲۸۔اذازلزلت	القصص	سبا	القارعۃ
۲۰۔وَیۡلٌ لِّکُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ	طس	الملائکۃ	القیامۃ
۳۰۔اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ	سلیمان	ابراہیم	الھمز ہ
۳۱۔لِاِیۡلٰفِ قُرَیۡشٍ	الصافات	ص	والمرسلات
۳۲۔النساء	داود	الذین کفروا	ق
۳۳۔النحل	ص	القمر	البلد
۳۴۔المؤمنون	یس	الزمر	الطارق
۳۵۔یس	أصحاب الحجر	الحوامیم	القمر
۳۶۔حم عسق	حم عسق	حم المؤمن	ص
۳۷۔الوقعۃ	الروم	حم الزخرف	الأعراف
۳۸۔تبارک الملک	الزخرف	السجدۃ	الجن
۳۹۔یأیھا المدثر	حم السجدۃ	الأحقاف	یس
۴۰۔أرأیت	ابراھیم	الجاثیہ	الفرقان
۴۱۔تبت	الملائکۃ	الدخان	الملائکۃ
۴۲۔قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ	الفتح	اِنَّا فَتَحۡنَا	مریم
۴۳۔والعصر	محمد	الحدید	طہ
۴۴۔القارعۃ	الحدید	سبح	الشعراء
۴۵۔وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الۡبُرُوۡجِ	الظھار	الحشر	النمل
۴۶۔وَالتِّیۡنِ وَالزَّیۡتُوۡنِ	تبارک	تنزیل	القصص
۴۷۔طس	الفرقان	السجدۃ	بنی اسرائیل
۴۸۔النمل	الم تنزیل	ق	یونس
۴۹۔المائدہ	نوح	الطلاق	ہود

© rasailojaraid.com
This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

۵۰۔یونس	الأحقاف	الحجرات	یوسف
۵۱۔مریم	ق	تبارک الذی	الحجر
۵۲۔طسم	الرحمٰن	التغابن	الأنعام
۵۳۔الشعراء	الواقعہ	المنافقون	الصافات
۵۴۔الزخرف	الجن	الجمعۃ	لقمان
۵۵۔الحجرات	النجم	الحواریون	سبا
۵۶۔ق	ن	قل أوحی	الزمر
۵۷۔اِقتَرَبَتِ السَّاعَۃُ	الحاقۃ	اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا	المؤمن
۵۸۔الممتحنۃ	الحشر	المجادلہ	حم السجدۃ
۵۹۔وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ	الممتحنۃ	الممتحنۃ	حم عسق
۶۰۔لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ	المرسلات	یاَاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ	الزخرف
۶۱۔اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ	عَمَّ یَتَسَآءَ لُوْنَ	الرحمٰن	الدخان
۶۲۔والعادیات	الانسان	النجم	الجاثیۃ
۶۳۔ِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ	لَآ اُقْسِمُ	الذاریات	الأحقاف
۶۴۔قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ	کورت	الطّور	الذاریات
۶۵۔الأنعام	النازعات	اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ	الغاشیۃ
۶۶۔سبحان	عبس	الحاقۃ	الکھف
۶۷۔ اِقْتَرَبَتِ	المطففون	اذا وقعت	النحل
۶۸۔الفرقان	اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ	ن والقلم	نوح
۶۹۔موسیٰ	التین	النازعات	ابراہیم
۷۰۔فرعون	اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ	سأل سائل	الانبیاء
۷۱۔حم	الحجرات	المدثر	المومنون
۷۲۔المومن	المنافقون	المزمل	الرعد
۷۳۔المجادلۃ	الجمعۃ	المطففین	الطّور
۷۴۔الحشر	النبی	عبس	الملک
۷۵۔الجمعۃ	الفجر	الدھر	الحاقۃ

© rasailojaraid.com
This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

۷۶۔المنافقون	الملک	القیامۃ	المعارج
۷۷۔ن والقلم	وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی	المرسلات	النساء
۷۸۔اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوْحًا	اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ	عم یتساءلون	والنازعات
۷۹۔قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ	وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا	التکویر	انفطرت
۸۰۔المرسلات	وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ	الانفطار	انشقت
۸۱۔والضحیٰ	الطارق	هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ	الروم
۸۲۔الھکم	سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی	سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی	العنکبوت
۸۳۔الاعراف	الغاشیۃ	وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی	المطففون
۸۴۔ابراہیم	عبس	الفجر	البقرۃ
۸۵۔الکہف	الصّف	البروج	الأنفال
۸۶۔النور	الضحیٰ	انشقت	آل عمران
۸۷۔ص	اَلَمْ نَشْرَحْ	اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ	الحشر
۸۸۔الزمر	القارعۃ	لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ	الأحزاب
۸۹۔الشریعۃ	التکاثر	والضحی	النور
۹۰۔الذین کفروا	الخلع	اَلَمْ نَشْرَحْ	الممتحنۃ
۹۱۔الحدید	الحفد	وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ	الفتح
۹۲۔لَآ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ	اللّٰھم ایاک نعبد	والعادیات	النساء
۹۳۔عم یتساءلون	اذا زلزلت	أرأیت	اذا زلزلت
۹۴۔الغاشیۃ	العادیات	القارعۃ	الحج
۹۵۔والفجر	أصحاب الفیل	لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا	الحدید
۹۶۔وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی	التین	الشَّمْسِ وَضُحٰهَا	محمد
۹۷۔اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ	الکوثر	التین	الانسان
۹۸۔الأنفال	القدر	وَیْلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃٍ	الطلاق
۹۹۔براءۃ	الکافرون	الفیل	لم یکن
۱۰۰۔طہ	النصر	لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ	الجمعۃ
۱۰۱۔الملائکۃ	أبی لھب	التکاثر	ألم السجدۃ

© rasailojaraid.com
This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

۱۰۲۔الصافات	قریش	انا أنزلناه	المنافقون
۱۰۳۔الأحقاف	الصمد	والعصر	المجادلة
۱۰۴۔الفتح	الفلق	إِذَاجَآءَنَصۡرُ اللّٰہِ	الحجرات
۱۰۵۔الطّور	الناس	الکوثر	التحریم
۱۰۶۔النجم		الکافرون	التغابن
۱۰۷۔الصّف		المسد	الصّف
۱۰۸۔التغابن		قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ	المائدہ
۱۰۹۔الطلاق			التوبۃ
۱۱۰۔المطففون			النصر
۱۱۲۔			والعادیات
۱۱۳۔			الفلق
۱۱۴۔			الناس

درج بالا جدول سے جو نکات سامنے آتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

☆ صحابہ کرامؓ کے یہ ذاتی مصاحف تھے جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تیار ہوتے رہے۔ان میں سورتوں کی ترتیب کا اختلاف بھی واضح ہو رہا ہے، کیونکہ سورتوں کی ترتیب کا یہ اختلاف ان کی دعوتی وجہادی مصروفیات کی وجہ سے وقوع پذیر ہوا نہ کہ حقیقتاً۔اس بات کی حقیقت کچھ یوں ہے کہ صحابہ کرام مختلف علاقوں میں دعوت وتبلیغ کے لیے تشریف لے جاتے تھے یا کسی جنگی مہم اور سریہ میں شرکت کرتے تھے جب وہ دربارِ نبوی میں لوٹتے تو اس دوران کوئی آیت یا سورۃ نازل ہوئی ہوتی تو نبی کریمؐ سے وحی الٰہی کا نوشتہ لے کر اپنی اپنی نقول لیتے رہتے اور پھر اس کو حفظ کر لیتے تھے۔

☆ صحابہ کرامؓ کے اِن ذاتی نسخوں میں سورتوں کی ترتیب مختلف ہے مگر صحابہ کرام میں سے کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ان کی ترتیب حتمی ہے۔جس طرح ہر انسان اپنی ایک مختلف طبیعت رکھتا ہے تو صحابہ کرامؓ نے اپنی اپنی طبیعت اور مزاج کے مطابق حفظ کے لیے یا معانی ومفاہیم کے اعتبار سے اپنا مصحف تیار کیا ہوا تھا۔

☆ یہ مصاحف صحابہ کرامؓ کے اپنے ذاتی نسخے ہوتے تھے، باقاعدہ سرکاری طور پر مدون نہیں تھے۔مگر اس بات کا خیال رہے کہ صحابہ کرامؓ قرآن مجید موجودہ ترتیب ہی کے مطابق حفظ کرتے، اس کی تلاوت کرتے اور شبینہ کی محفلیں سجاتے تھے۔

☆ اس لیے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے مصحف کی ترتیب اس سے مختلف ہے جو اُن سے قولی طور پر روایت کی گئی ہے، ان کا اپنا قول یہ ہے کہ جب اُن سے سبع الطّوال سور (قرآن کی سات بڑی سورتیں) کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں

© rasailojaraid.com
This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

نے اسی ترتیب سے قرآن مجید کی ابتدائی چھ سورتیں (بقرہ،آل عمران،النساء، مائدہ،انعام،اعراف، ساتویں راوی کو یادنہیں رہی) بتائی۔یہی ترتیب بعینہ موجودہ مصحف کی بھی ہے:

''**عن ابن عباس في قوله تعالى: ﴿وَ لَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ﴾، قال: البقرہ وآل عمران والنساء والمائدة والأنعام والأعراف ورواہ یحییٰ بنی آدم عن اسرائیل وزاد قال اسرائیل ونسیت السابعة.**''(۴۹)

درج بالا روایت کی روشنی میں مصحف ابن عباس کے بارے میں یقین کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ قرآن مجید موجودہ ترتیب کے مطابق ہی پڑھتے تھے اگر چہ ان کے مصحف کی ترتیب موجودہ قرآن مجید کی ترتیب کے موافق ومطابق نہ تھی۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے مصحف کی ترتیب بھی اس سے مختلف ہے جیسا کہ ان کے درج ذیل قول سے واضح ہو رہا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ سورۃ بنی اسرائیل،سورۃ الکھف،سورۃ مریم،سورۃ طٰہٰ اور سورۃ الأنبیاء عتاق الاول (یعنی اپنے نزول کے لحاظ سے قدیم ہیں) سے ہیں،جن کو میں نے بہت زمانہ پہلے اخذ کیا تھا:

''**عن أبی اسحاق قال: سمعت عبدالرحمن بن یزید یقول: سمعت ابن مسعود یقول فی بنی اسرائیل والکھف ومریم وطٰہٰ والأنبیاء: انّھنّ مِن العِتاق الأوّل، وھن من تلادی.**''(۵۰)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی درج بالا قولی روایت اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ کے نزدیک قرآن مجید کی ترتیب موجودہ ترتیب کے عین مطابق تھی، کیونکہ جس ترتیب سے انھوں نے درج بالا سورتیں بتائیں ہیں موجودہ قرآن مجید میں بھی یہی ترتیب پائی جاتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے مصحف کی درج بالا ترتیب حتمی نہیں ہے، کیوں کہ ابن الندیم ان کے مصحف کے بارے میں لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے منسوب مصاحف میں سے کوئی بھی دو نسخے آپس میں نہیں ملتے تھے:

''**انہ رأی عدة مصاحف ذکر نساخھا أنھا مصحف ابن مسعود ، ولیس فیھا مصحفان متفقان.**''(۵۱)

☆ جن چار صحابہؓ کے مصاحف کے اختلاف کے بارے میں روایات میں آیا ہے اور جن کے مصاحف کی ترتیب جدول میں بیان کی گئی ہے، ان میں سے تین صحابہؓ کے مصاحف نامکمل ہیں۔ مصحفِ حضرت علیؓ میں ایک سو گیارہ سورتیں،مصحفِ حضرت اُبیؓ بن کعب میں ایک سو پانچ سورتیں اور مصحفِ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ میں ایک سو آٹھ سورتیں تھیں۔ ان مصاحف کا نامکمل ہونا خود اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ مصاحف بعد میں جن کو اصطلاحاً مصحف کہا گیا وہ نہیں تھے، بلکہ وہ صورۃً صحف صدیقی سے ملتے جلتے تھے اس لیے ان کو مصحف کہہ دیا گیا۔

© rasailojaraid.com
This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

☆ صحابہ کرامؓ کے اِن ذاتی مصاحف میں منسوخ التلاوۃ آیات بھی تھیں جب کہ صحفِ صدیقی میں منسوخ التلاوۃ آیات نہیں تھیں اور یہ عرضہِ اخیرہ کے مطابق تھا۔

درج بالا مصاحف کے علاوہ بھی معاشرہ میں دیگر کبار صحابہ کے ذاتی مصاحف کا ذکر ملتا ہے، جیسے حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت اُبَیّ بن کعبؓ وغیرہ، مگر ان کے مصاحف کی ترتیب کا ذکر میرے علم کی حد تک کہیں نہیں ملتا۔

☆ سات حرفوں پر قرآن پڑھنا فرض نہیں بلکہ رخصت کا پہلو لیے ہوئے تھا۔ ابن حجر لکھتے ہیں:

"أمرهم بالقرءة على الأوجه المذكورة لم يكن على سبيل الايجاب بل على سبيل الرخصة."(۵۲)

☆ عہد صدیقیؓ اور فاروقیؓ میں باقاعدہ سرکاری طور پر نص قرآنی کو مدون کیا گیا تھا۔ نص قرآنی کا اثبات چوں کہ تواتر کے ذریعے ہوتا ہے اس لیے حفظ و کتابت میں حفظ کو فوقیت دی گئی تھی۔

☆ عہد صدیقی میں مدون ہونے والے قرآن کو رواج نہیں دیا گیا اور صحابہ کرام کے ذاتی مصاحف پر پابندی نہیں لگائی گئی تھی۔

☆ عہد عثمانی میں جو اختلاف ہوا، وہ نص قرآنی میں نہیں بلکہ قراءات میں ہوا تھا، اور یہ واضح کیا جا چکا ہے کہ قرآن اور قراءات دونوں الگ الگ حیثیت کے حامل ہیں۔

☆ اس اختلافِ قراءات کا حل حضرت عثمانؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ نے قراءات پر پابندی کی صورت میں نہیں بلکہ عہد صدیقی میں سرکاری طور پر مدوّن شدہ نص قرآنی کا شیوع و تداول اور امت کو اس کا پابند بنانے میں دیکھا گیا۔ ابن حجر لکھتے ہیں:

"فلما آل الحال الىٰ ما وقع من الاختلاف فى زمن عثمان و كفر بعضهم بعضاً، اختاروا الاقتصار علىٰ اللفظ المأذون فى كتابته وتركوا الباقى."(۵۳)

اس طرح قرآن کے ذاتی نسخوں پر پابندی لگا دی گئی، جب کہ پہلے یہ پابندی نہیں تھی۔ قراءات پر نہیں بلکہ ذاتی متونِ قرآن پر پابندی لگا کر اکابر صحابہ کرام نے فہم و فراست کا ثبوت دیا۔ پھر آہستہ آہستہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ علوم کی وسعت اور انسانی طبائع میں کثیر قراءات کے تحمّل میں کمزوری کے باعث قراءات کم سے کم تر ہوتی چلی گئیں۔ قراءات کی کثرت میں اس وجہ سے بھی کمی واقع ہوئی کہ جمع عثمانی کے بعد یہ اصول طے پا گیا کہ

الف۔ قراءت رسم عثمانی کے مطابق ہو۔ ب۔ عربیت کے مطابق ہو۔

ج۔ قراءت کی نبی کریم ﷺ تک سند متصل اور اس میں تواتر ہو۔

© rasailojaraid.com
This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

صحیح ،ضعیف،شاذ اور باطل قراءات میں فرق بھی درج بالا اصول کی روشنی میں کیا جاتا ہے۔(۵۴)

☆ اس طرح عہد عثمانی میں اکابر صحابہ کرام جو اس سے قبل قراءت کے ساتھ ساتھ نص قرآنی کے لیے بھی سند کا درجہ رکھتے تھے اور ہر دو لحاظ سے مرجع خلائق ٹھہرے ہوئے تھے،عہد عثمانی میں جمع ہونے والے قرآن نے اُن کی جگہ لے لی۔اس طرح شرف صحابیت سے مصحف عثمانی کی طرف انتقال ہوا۔اب شرف صحابیت کو ثانوی اور مصحف عثمانی کو بنیادی و مرکزی حیثیت حاصل ہوگئی۔

☆ قراءت دراصل روایت کا نام ہے جو نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کی ادائیگی کے مطابق قرآن پڑھنا چاہتا ہے وہ ان مسنون قراءات میں سے کسی ایک کے مطابق پڑھ کر نبی کریم ﷺ سے اپنی نسبت و محبت کا اظہار کرسکتا ہے۔جیسا کہ کہا گیا کہ قراءت کا تعلق سنت سے ہے اور بعد میں آنے والا اپنے سے پہلے قاریوں سے اس کا علم حاصل کرے:

" القراء ة سُنَّة، يأخذ ها الآخر عن الأوّل."(۵۵)

مگر جیسا کہ علامہ محمد بن الجزری (م۔۸۳۳ھ/۱۴۳۰ء) لکھتے ہیں کہ قراءات کا انکار موجب کفر تو نہیں لیکن نامناسب ضرور ہے(۵۶)۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ صحابہ کرام کے یہ ذاتی مصاحف تھے جن کا سرکاری طور مدون شدہ صحفِ صدیقی اور مصحفِ عثمانی سے کوئی تعلق نہیں تھا۔بلکہ عہد عثمانی میں باقاعدہ سرکاری طور پر ان ذاتی مصاحف پر پابندی عائد کردی گئی۔اب کسی صحابی یا اس کے ذاتی مصحف کو نہیں بلکہ عہد عثمانی میں سرکاری طور پر جمع شدہ مصحف ہی کا تمام لوگوں کو پابند کیا گیا۔اس طرح اب کسی صحابی کو نہیں بلکہ سرکاری مصحف کو مرجع خلائق قرار دے دیا گیا۔

خلاصہ بحث:

گزشتہ بحث کا ماحصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ قرآن کریم کی حفاظت کے سلسلہ میں اُس وقت دستیاب وسائل یعنی حفظ اور تحریر دونوں کو بروئے کار لارہے تھے۔اور قرآن کریم کے نجماً نجماً نزول کی وجہ سے حفظ کو تحریر پر فوقیت دیے ہوئے تھے کیوں کہ قرآنی آیات کی ترتیب اور تواتر وغیرہ کا براہ راست تعلق حفظ ہی سے ہو کر رہ گیا تھا۔اس کے ساتھ ساتھ عہد نبوی میں نسخ اور اس کی مختلف اقسام کا وقوع بھی ہو رہا تھا،اور خود قرآن کریم کی تکمیل ذاتِ نبوت ﷺ کی اس دار فانی سے رحلت سے منسلک تھی۔اس لحاظ سے ایسی روایات کا پایا جانا جن سے کسی منسوخ شدہ حصہ قرآن کے بارے میں آگاہی ہوتی ہو،ان کو بعید از قیاس اور بے حقیقت قرار نہیں دیا جاسکتا۔کیوں کہ یہ روایات اسلامی ادبی ورثہ میں متقدمین و متاخرین دونوں کے ہاں منسوخ شدہ حصہ ہی کے طور پر متداول رہی ہیں۔

© rasailojaraid.com
This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

جمع وتدوینِ قرآن_______________صحابہ کرامؓ کی نظر میں

عہدِ صدیقی میں قرآن مجید کی سرکاری طور پر جو تدوین عمل میں آئی اس میں اکابر صحابہ کرامؓ نے باقاعدہ طور پر حصہ لیا۔جیسا کہ روایات میں آنے والے الفاظ''نفراً من أصحابه''سے واضح ہوتا ہے۔اسی طرح مؤرخ یعقوبی کی روایت سے بھی جماعتِ صحابہ کا اس کارِ خیر میں حصہ لینا سامنے آتا ہے۔کسی صحابی کے بارے میں یہ بات نہیں ملتی کہ انہوں نے تدوین قرآن کی مخالفت کی ہو۔حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکرؓ پر رحم فرمائے وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قرآن کو دو گتوں کے درمیان مدون کیا:

''يرحم الله أبابكر أول من جمع بين اللوحين.''(۵۷)

اسی طرح حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ خود تدوین قرآن کے عمل پر ابھارنے والے تھے اور پھر شیخین کے علاوہ حضرت زیدؓ، حضرت اُبَی بن کعبؓ اس کام میں شریک رہے، علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ عہدِ نبوی کے آخری ایام میں قرآن مجید کے بعض حصے منسوخ کر دیے گئے تھے،اس لیے صحابہ کرامؓ کا اس امر پر اتفاق تھا کہ قرآن کے جس قدر حصوں کا نبی کریم ﷺ کے آخری عرضہ میں قرآن قرار پانا ثابت ہو، اُسے لکھ لیا جائے اور منسوخ شدہ حصہ چھوڑ دیا جائے:

''ولا شك أن القرآن نسخ منه في العرضة الأخيرة بالفعل المبني للمجهول فاتفق رأى الصحابه علىٰ أن كتبوا ما تحققوا أنه قرآن نسخ منه في العرضة الأخيرة وتركوا ما سوى ذلك.''(۵۸)

عہدِ صدیقی میں جو قرآن مدون ہوا وہ کسی ایک فرد کے ذریعے نہیں بلکہ اس وقت موجود صحابہ کرامؓ اور کاتبین وحی کے اتفاق سے مدون کیا گیا۔

عہدِ صدیقی میں جو قرآن مدون ہوا وہ خلافتِ اسلامیہ کے ایماء اور تعاون سے ہوا۔اس لیے یہ مدوّن شدہ قرآن (Official Copy) کا درجہ رکھتا ہے۔

یہ مدوّن شدہ قرآن مجید کسی فرد کا ذاتی نسخہ نہیں تھا، بلکہ اس کی حیثیت ماسٹر کاپی (Master Copy) کی تھی کہ جس کی طرف ضرورت کے وقت رجوع کیا جا سکے۔جیسا کہ عہدِ عثمانی میں اسی مدون شدہ قرآن مجید کو منگوا کر اُس کے مزید نسخے ''مصحف'' کی صورت میں تیار کروائے گئے اور ان کو مختلف علاقوں میں بھیجا گیا، اور پھر ان علاقوں میں قرآن مجید کی جو نقول بھجوائی گئیں وہاں ان کی حیثیت ماسٹر کاپی (Master Copy) کی ہی ہوتی تھی۔

ابن کثیر (م۔۷۷۴ھ) لکھتے ہیں کہ خلفائے راشدین اس بات پر متفق تھے کہ یہ کام دین کے مصالح میں سے ہے:

''فاتفق الآئمة الأربعة أبوبكر وعمر وعثمان وعلي علىٰ أن ذلك من مصالح الدين،وهم الخلفاء الذين قال:رسول الله ﷺ: عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدى.''(۵۹)

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابوشامہ (م۔۶۶۵ھ) تدوینِ قرآن کے فوائد وثمرات کچھ اس طرح ذکر کرتے ہیں:

"وأن جمعه في الصحف خشية دثوره بقتل قراء ته كان في زمن أبي بكر، وأن نسخه في مصاحف حملاً للناس على اللفظ المكتوب حين نزوله باملاء المنزل اليه ﷺ ومنعاً من قراءة كل لفظ يخالفه كان في زمن عثمان، وكأن أبا بكر كان غرضه أن يجمع القرآن مكتوباً مجتمعاً غير مفرق على اللفظ الذي أملاه رسول الله ﷺ علىٰ كتبة الوحي ليعلم ذلك، ولم يكل ذلك الى حفظ من حفظه خشية فنائهم بالقتل."(۶۰)

جب حضرت عثمانؓ نے اختلاف قراءت کے مسئلہ کو مشورہ کے لیے صحابہ کرام کے سامنے مسئلہ رکھا تو حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں اور دیگر صحابہ کرام نے اُن سے اس کا حل دریافت کیا، تو حضرت عثمانؓ نے اپنی تجویز صحابہ کرام کے سامنے رکھی کہ لوگوں کو ایک مصحف پر جمع کیا جائے، جس سے نہ افتراق ہوگا اور نہ ہی اختلاف ہوگا، جس کی حضرت علیؓ سمیت تمام صحابہ کرام نے تائید کی:

" قلنا : فما ترى ؟ قال (عثمانؓ): أن أجمع الناس علىٰ مصحف واحد، فلا تكون فُرْقَة ولا اختلاف، قلنا : فنعم ما رأيت، فقلنا: نعم ما رأيتَ."(۶۱)

اسی طرح حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت عثمانؓ یہ کام نہ کرتے تو میں ضرور یہ کام کرتا:

"قال عليؓ : لو لم يصنعه عثمان لصنعته."(۶۲)

حضرت علیؓ سے اسی مضمون کی ایک اور روایت بھی مروی ہے:

"لو وليت لفعلت مثل الذي فعل عثمان."(۶۳)

علامہ ابومحمد حسین بن مسعود بغوی (م۔۵۱۶ھ/۱۱۲۳ء) لکھتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے قرآن کریم کو حرف واحد پر جمع کرنے کے لیے صحابہ کرام سے مشورہ کیا:

"وشاورهم في جمع القرآن في المصاحف علىٰ حرف واحد."(۶۴)

صحابہ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ صحف صدیقی سے عثمانی مصاحف کی نقول تیار کی گئی ہیں، اور اس بات پر بھی ان کا اجماع ہے کہ صحفِ صدیقی کے ماسویٰ غیر قرآن ہے جو لائق اعتناء نہیں ٹھہر سکتا:

"وقد أجمع الصحابة علىٰ نقل المصاحف العثمانية من الصحف التي كتبها أبو بكر، وأجمعوا علىٰ ترك ما سوىٰ ذلك."(۶۵)

خلاصہ بحث یہ ہے کہ عہد عثمانی میں صحف صدیقی ہی کو پیش نظر رکھ کر مصحف تیار کیا گیا۔ صحابہ وتابعین عظام نے اس مصحف عثمانی سے اتفاق کرتے ہوئے ان کے اس راست قدم کا ساتھ دیا۔ اس کے بعد خلیفۂ وقت حضرت عثمانؓ نے صحابہ کرام کے مشورہ سے ذاتی مصاحف پر پابندی عائد کر کے ان کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ اس طرح اب ذاتی مصاحف پر پابندی لگا دی گئی اور مصحفِ عثمانی کو معاشرہ میں رواج دیا۔

© rasailojaraid.com
This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

حواشی وحوالہ جات

۱۔ الفرقان:۳۲۔

۲۔ النساء:۴۳۔

۳۔ المائدۃ:۹۰۔منسوخ الحکم دون التلاوۃ کی ایک اور مثال سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۲۴۰ ہے:﴿ وَ الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾

۴۔ قاسم بن سلام،ابوعبید،فضائل القرآن،ص۳۲۱،دارابن کثیر دمشق،۱۹۹۵ء،روایت میں آنے والے الفاظ کے بارے میں یہ بات پیش نظر رہے کہ ان الفاظ کے بارے میں اس بات کا امکان موجود ہے کہ یہ من وعن وحی کے الفاظ نہ ہوں بلکہ معناً روایت کیے گئے ہوں،اس بارے میں اہم بحث کے لیے دیکھیے :الفصول فی الاصول،ابوبکر جصاص،ج۳،ص۱۳۲،تحت بحث ''نسخ''۔

۵۔ قاسم بن سلام،ابوعبید،فضائل القرآن،ص۳۱۹،دارابن کثیر دمشق،۱۹۹۵ء۔

۶۔ قاسم بن سلام،ابوعبید،فضائل القرآن،ص۳۲۳۔جامع ترمذی،حدیث نمبر ۲۳۳۸۔

۷۔ قاسم بن سلام،ابوعبید،فضائل القرآن،ص۳۲۰۔

۸۔ قاسم بن سلام،ابوعبید،فضائل القرآن،ص۳۲۰۔

۹۔ خطابی،ابوسلیمان حمد بن محمد،أعلام السنن فی شرح صحیح البخاری،ج۲،ص۳۳۸۔

۱۰۔ بغوی،حسین بن فراء،شرح السنۃ،باب:جمع القرآن،ج۳،ص۵۰،دارالکتب العلمیہ ،بیروت،۲۰۰۳ء۔

۱۱۔ زرکشی ،بدرالدین،البرھان فی علوم القرآن۔

۱۲۔ **عن ابن عمر قال ، قال رسول اللہ ﷺ : انا اُمیة لا نکتب و لا نحتسب ۔** (متفق علیہ)ترجمہ:حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ ہم تو ایک اُمی یعنی ناخواندہ جماعت ہیں نہ حساب جانیں نہ لکھنا۔

۱۳۔ ابوشامہ،عبدالرحمٰن بن اسماعیل،المرشد الوجیز الیٰ علوم تتعلق بالکتاب العزیز،تحقیق:طیار آلتی قولاج،طبع ثانیہ،داروقف الدیانۃ الترکی، انقرہ،۱۹۸۶ء،ص۹۶،۹۷۔

۱۴۔ ترمذی،ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ،جامع صحیح،**أبواب القراء ات عن رسول اللہ ﷺ ، باب : ما جاء أن القرآن أنزل علیٰ سبعةِ أحرفٍ** ۔یہ روایت علامہ طبری نے بھی بیان کی ہے،احمد محمد شاکر نے اس روایت کے بارے میں کہا ہے کہ:''**وھذا اسناد صحیح**'' طبری،محمد ابن جریر،جامع البیان عن تأویل آي القرآن،تحقیق:محمود محمد شاکر،تخریج:احمد محمد شاکر،روایت نمبر ۲۹،ج۱،ص۳۵۔

۱۵۔ ابوعبید قاسم بن سلام،تحقیق:وھبی سلیمان،باب:۵۲،بعنوان:لغات القرآن،دارالکتب العلمیہ ،بیروت،۱۹۹۱ء،ص۲۰۳) حاشیہ(دیکھو الاتقان فی علوم القرآن نوع ۱۶۔

۱۶۔ گنگوہی،رشید احمد، الکوکب الدُرّی علیٰ جامع الترمذی (مجموع الافادات و التحقیقات) ، جمعھا و ألفھا : محمد یحیی بن محمد اسماعیل ،ادارۃ القرآن،کراچی،۱۹۹۵ء،ج۴،ص۴۷،۴۸۔

۱۷۔ ابن حجر،فتح الباری،ج۹،ص۲۱۔

۱۸۔ طحاوی،ابوجعفر،مشکل الآثار،ضبط وتصحیح:عبدالسلام شاہین،دارالکتب العلمیہ ،بیروت،۱۹۹۵ء،باب نمبر ۴۸۴،تحت روایت نمبر:۳۳۸۹،ج۴،ص۱۳۲

۱۹۔ طحاوی،ابوجعفر،مشکل الآثار،ضبط وتصحیح:عبدالسلام شاہین،دارالکتب العلمیہ ،بیروت،۱۹۹۵ء،باب نمبر ۴۸۴،تحت روایت نمبر:۳۳۹۱،ج

© rasailojaraid.com
This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

۴،ص۱۳۳۔۱۳۲۔

۲۰۔ سورۃ ابراہیم:۴۔

۲۱۔ الزخرف:۴۴۔

۲۲۔ الأنعام:٦٦۔

۲۳۔ الشعراء۔۲۱۴۔

۲۴۔ طحاوی، ابوجعفر،مشکل الآثار، ج ص۱۲۸۔۱۲۹۔

۲۵۔ طحاوی،مشکل الآثار، بحث تحت روایت نمبر:۳۳۸۸، ج۴،ص۱۳۱۔

۲٦۔ طحاوی،مشکل الآثار، بحث تحت روایت نمبر:۳۳۸۹، ج۴،ص۱۳۲۔

۲۷۔ طحاوی، ابوجعفر،مشکل الآثار، ج،ص۱۳۲۔

۲۸۔ النساء۴۳۔

۲۹۔ البقرۃ:۱۸۴۔

۳۰۔ قرطبی، **الجامع لأحكام القرآن والمُبَيِّن لما تَضَمَّنه من السُّنَّة وآي الفرقان**،مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت،طبع اول۲۰۰٦ء، ج۱۴،ص۳۷٦۔

۳۱۔ مثلاً دیکھیے: طحاوی، ابوجعفر،مشکل الآثار، روایت نمبر۲۴۷۵ کے تحت بحث کی گئی ہے، باب نمبر۳٦۷: بيان مشكل ما روي عن رسول الله ﷺ في الشهب التى أرسلت علىٰ مستعمي أخبار السماء الدنيا ،اسی طرح مزید دیکھیے: باب نمبر۳۷۷:بیان مشكل ما روي عن ابن عباس وعن سلمة بن الأكوع مما نحيط به علماً ،ج۳،ص۸۰،۱۰۰۔

۳۲۔ ابن حجر، فتح الباری، ج۹،ص۲۱۔

۳۳۔ ملاجیون، احمد، التفسیرات الأحمدیۃ فی بیان الآیات الشرعیۃ، (س۔ن)، المطبع الکریمی الواقع فی بمبئی، انڈیا،ص۲۴۱۔

۳۴۔ طحاوی، ابوجعفر،مشکل الآثار، ضبط وتصحیح: عبدالسلام شاہین، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۵ء، باب نمبر۴۸۴، تحت روایت نمبر:۳۳۸۹، ج۴،ص۱۳۲۔

۳۵۔ دیکھیے: مولانا تقی عثمانی، علوم القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ص۱۰۴۔ گوہر رحمٰن، مولانا، علوم القرآن، مکتبہ تفہیم القرآن، مردان، ۲۰۱۰ء، ج۱،ص۲۴۷۔۲۴٦۔

۳٦۔ البقرۃ: ۱۸۴۔ جن علمائے کرام نے اس آیت کو منسوخ قرار نہیں دیا تو انہوں نے اس آیت کے معنی دوسرے کیے ہیں وگرنہ صاحبِ استطاعت اور تندرست وتوانا مسلمان کے پاس یہ اختیار نہیں ہے کہ روزہ چھوڑ دے اور اس کے بدلے میں فدیہ دے دے۔ آج اس آیت کے یہ معنی نہیں کیے جاسکتے جس سے صاحب استطاعت کو روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کی صورت میں فدیہ کرنے کا اختیار مل جائے۔ آج روزہ صاحبِ استطاعت پر فرض ہے۔ منسوخ الحکم دون التلاوۃ کی دوسری مثال یہ آیت سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۴۰ ہے: ﴿وَ الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾

۳۷۔ گنگوہی، رشید احمد، الکوکب الدری علیٰ جامع الترمذی، ج۴،ص۵۱۔۵۰۔

۳۸۔ طبری، ابن جریر، جامع البیان، خطبۃ الکتاب، دارالفکر، بیروت، ۱۹۸۸ء، ج۱،ص۲۰۔

۳۹۔ ایضاً، ج۱،ص۲۲۔

۴۰۔ ایضاً، ج۱،ص۲۸۔

۴۱۔ ایضاً، ج۱،ص۲۸۔

۴۲۔ گنگوہی، رشید احمد، الکوکب الدری علیٰ جامع الترمذی، ج۴،ص۵۱۔۵۰۔

۴۳۔ ابوعبید، قاسم بن سلام، فضائل القرآن، تحقیق وتعلیق: وہبی سلیمان غاوجی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۱ء، ص۱۹۰۔

© rasailojaraid.com
This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

© rasailojaraid.com

۴۴۔ ابوعبید، قاسم بن سلام، فضائل القرآن، تحقیق وتعلیق: وہبی سلیمان غاوجی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۱ء، ص ۱۹۲۔

۴۵۔ ابوعبید، قاسم بن سلام، فضائل القرآن، تحقیق وتعلیق: وہبی سلیمان غاوجی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۱ء، ص ۱۹۱۔

۴۶۔ ابن قتیبہ، تاویل مشکل القرآن، المکتبۃ العلمیۃ، بیروت، (س،ن) ص ۳۳۔۶۴۔ سلوم، داؤد، دراسۃ اللھجات العربیۃ القدیمۃ، المکتبۃ العلمیۃ ومطبعتھا، لاہور، ۱۹۷۶ء۔

۴۷۔ ابوعبید، قاسم بن سلام، فضائل القرآن، تحقیق وتعلیق: وہبی سلیمان غاوجی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۱ء، ص ۱۶۲۔۱۹۰۔

۴۸۔ الابیاری، ابراہیم، تاریخ القرآن، ص ۲۷ تا ۹۷، دار القلم، بیروت، ۱۹۶۵ء۔

۴۹۔ بیہقی، احمد بن حسین، شعب الایمان، ج ۲، ص ۴۶۶۔

۵۰۔ بیہقی، احمد بن حسین، شعب الایمان، ج ۲، ص ۴۶۶۔

۵۱۔ ابن الندیم، الفہرست، ص ۲۹۔

۵۲۔ ابن حجر، فتح الباری، کتاب: فضائل القرآن، باب: أنزل القرآن علیٰ سبعۃ أحرف، دار المعرفہ، بیروت، ج ۹، ص ۳۰۔

۵۳۔ ابن حجر، فتح الباری، کتاب: فضائل القرآن، باب: أنزل القرآن علیٰ سبعۃ أحرف، دار المعرفہ، بیروت، ج ۹، ص ۳۰۔

۵۴۔ ابن الجزری، ابوالخیر محمد، کشف النظر (ترجمہ وشرح اردو) کتاب النشر فی القراءات العشر، مترجم: قاری محمد طاہر رحیمی، ادارہ کتب طاہریہ، ملتان، (س۔ن)، ج ۱، ص ۱۵۔

۵۵۔ ابن مجاہد، کتاب السبعۃ فی القراءات، تحقیق: ڈاکٹر شوقی ضیف، طبع چہارم، دار المعارف، مصر، ۱۹۴۴ء، ص ۵۰۔

۵۶۔ ابن الجزری، ابوالخیر محمد، کشف النظر، کتاب النشر فی القراءات العشر، ترجمہ: قاری محمد طاہر رحیمی، ادارہ کتب طاہریہ، ملتان، (س۔ن)، ج ۱، ص ۲۴۔ شرح احادیث حروف سبعہ اور تاریخ قراءات متواترہ تالیف: ڈاکٹر مفتی عبدالواحد، دار الافتاء، جامعہ مدنیہ، لاہور، (س۔ن) ص ۴۳۔ ڈاکٹر مفتی عبدالواحد کس یہی مختصر رسالہ ان کی کتاب میں بھی شامل ہے: دیکھیے: فقہی مضامین، مجلس نشریات اسلام، کراچی، ۲۰۰۶ء، ص ۹۲۔۷۷۔

۵۷۔ ابن ابی شیبہ، ابوبکر محمد، المصنف (کتاب: فضائل القرآن، باب: اول من جمع القرآن)، ج ۶، ص ۱۴۸، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۹۹۵ء۔

۵۸۔ سیوطی، عبدالرحمٰن، الاتقان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۵۱۔

۵۹۔ ابن کثیر، فضائل القرآن، ۳۲۔

۶۰۔ ابوشامہ، عبدالرحمٰن، المرشد الوجیز الی علوم تتعلق بالکتاب العزیز، ص ۷۰، تحقیق: طیار آلتی قولاج، طبعہ دوم، دار وقف الدیانۃ الترکی، انقرہ، ترکی، ۱۹۸۶ء۔

۶۱۔ ابوزید عمر بن شبہ، تاریخ المدینۃ المنورۃ، روایت نمبر: ۱۷۲۰۔۱۷۱۹، ج ۲، ص ۱۱۹۔

۶۲۔ ابن ابی داؤد م کتاب المصاحف، (دراسۃ، تحقیق ونقد: محبّ الدین) ص ۱۷۷۔۱۷۶۔

۶۳۔ ابوزید عمر بن شبہ، تاریخ المدینۃ المنورۃ، روایت نمبر: ۱۷۱۹، ج ۲، ص ۱۱۹۔

۶۴۔ بغوی، ابومحمد حسین بن مسعود، شرح السنۃ، کتاب: فضائل القرآن، باب: قول النبی ﷺ أنزل القرآن علیٰ سبعۃ أحرف، تحقیق: وتعلیق: شیخ علی محمد معوض، شیخ عادل احمد عبدالوجود، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۲۰۰۳ء ج ۳، ص ۵۶۔

۶۵۔ سیوطی، جلال الدین عبدالرحمٰن، الاتقان فی علوم القرآن، نوع نمبر: ۱۶ (فی کیفیۃ انزالہ)، ج ۱، ص ۱۳۴۔

© rasailojaraid.com
This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.